مجموعہ رسائل

توہین حسینؓ

انمول موتی

رد فتنہ قادیانیت

پر لاجواب رسائل

دس ہزار کا نقد انعام

تکفیر مسلم

آسمانی دلہن

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

مجموعہ رسائل

ردفتنہ قادیانیت پر لاجواب رسائل

توہین حسینؓ

انمول موتی

آسمانی دلہن

دس ہزار کا نقد انعام

تکفیر مسلم

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ———— مجموعہ رسائل

مصنف ———— ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن

ناشر ———— مکتبہ سروریہ مخزن العلوم ۱-B-۹ ٹاؤن شپ

تاریخ اشاعت ———— جولائی ۱۹۹۶ء

تعداد ———— ۱۱۰۰

قیمت

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو اپنے استاد
محترم مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مدظلہ
کی طرف منسوب کرتا ہوں جنکی محنت
اور کوششوں کے نتیجہ میں اس قابل
ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکوں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ میری اس کاوش کو
قبول فرمائے اور استاد محترم کے علم میں مزید
اضافہ فرمائیں۔

(آمین ثم آمین)
عبد الرحمن

فہرست مضامین

نمبر شمار	صفحہ
۱۔ آسمانی دلہن	۱
۲۔ توہین حسین	۵۲
۳۔ انمول موتی	۸۰
۴۔ دس ہزار کا نقد انعام	۱۰۴
۵ تکفیر مسلم	۱۱۲

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے (مزاجی)

ہم انتظارِ وصل میں وہ آغوشِ غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

آسمانی دُلہن

جس کی رخصتی روزِ نکاح سے آج تک نہ ہوئی
اور نہ قیامت تک ہو سکے گی!

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ
مخزن العلوم 9 بی ون ٹاؤن شپ لاہور
فون: ۸۴۴۷۶۲

مقدمہ

مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص احمد بیگ تھے انہیں ایک دفعہ کسی ضروری کام کے لئے مرزا صاحب کے ہاں جانا پڑا۔ وہ کام احسان اور ایثار پر مبنی تھا اس سلوک و مروّت کے عوض جناب مرزا صاحب نے اس کی دختر کلاں محمدی بیگم کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔ اس غیور انسان نے مرزا جی کی اس بات کو غیر شریفانہ سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ اور بقول مرزا صاحب وہ تیوری چڑھا کر چلا گیا۔ تو مرزا صاحب نے کیسے خاک اڑائی۔ کیا کیا گیدڑ بھبھکیاں دیں۔ مغلوب الغضب ہو کر کس طرح آسمانی نکاح کی پیشگوئی کی۔ اور بیس برس تک سلسلہ الہام بافی جاری رکھا۔ اپنے آسمانی خسر کو کس طرح لتاڑا۔ اپنے کامیاب ارضی رقیب کو کیونکر للکارا۔ اپنے گھر کو کیسے اجاڑا۔ اپنی بیوی کو چھوڑا۔ اور اپنے بیٹے کی اہلیہ یعنی بہو کو کس طرح طلاق دلوائی۔ اپنے بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو کیسے عاق کیا۔ اور تمام عزیز و اقارب سے قطع رحمی کی۔ اور اشتہار تک شائع کئے۔ یہ آسمانی منکوحہ کس طرح آغوش غیر کی زینت بنی رہی۔ اور مرزا صاحب کس طرح کفِ افسوس ملتے اور ایڑیاں رگڑتے رہے آخر بے بسی کے عالم میں مایوس ہو کر کس طرح رخصتی سے پہلے نکاح کے فسخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ تمام کہانی آپ زیر نظر رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعلقات ارکین خاندان

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب ۔ محمدی بیگم کے خواستگار۔

۲۔ محمدی بیگم ایک نوعمر لڑکی۔

۳۔ مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کے والد اور مرزا غلام احمد صاحب کے ماموں زاد بھائی۔

۴۔ عمر النساء والدہ محمدی بیگم جو کہ مرزا غلام احمد صاحب کی چچا زاد بہن ۔ اور مرزا امام الدین کی حقیقی ہمشیرہ۔

۵۔ مرزا امام الدین صاحب مرزا غلام احمد صاحب کے چچا زاد بھائی اور محمدی بیگم کے حقیقی ماموں

۶۔ فضل احمد اور سلطان احمد۔ مرزا غلام احمد صاحب کے لڑکے۔

۷۔ عزت بی بی فضل احمد کی اہلیہ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی۔

۸۔ مرزا علی شیر بیگ عزت بی بی کے والد مرزا غلام احمد صاحب کے سمدھی

۹۔ والدہ عزت بی بی مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ۔ مرزا غلام احمد صاحب کی سمدھن

۱۰۔ مرزا سلطان محمد محمدی بیگم کا شوہر اور مرزا غلام احمد صاحب کا کامیاب رقیب۔

۱۱۔ پھجے دی ماں سلطان احمد فضل احمد کی والدہ مرزا غلام احمد صاحب کی پہلی بیوی۔

۱۲۔ نصرت جہاں بیگم۔ مرزا غلام احمد صاحب کی دوسری بیوی۔

ناظرین کرام! جیسا کہ تعلقات اراکین سے ظاہر ہے کہ محمدی بیگم کے والد ماجد (احمد بیگ) مرزا جی کے ماموں زاد اور اس کی والدہ ماجدہ مرزا جی کی چچازاد بہن تھی ۔ یہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے ۔ محمدی بیگم اکثر اپنے ماموں مرزا امام الدین کے ہاں قادیان رہتی تھی، جس کا گھر مرزا جی کے گھر کے عین سامنے تھا ۔ مرزا جی کی آنکھیں دو چار ہوئیں تو دل ہار بیٹھے اور اس محبت کو چھپائے رکھا ۔ آخر محمدی بیگم کے والد ماجد کسی کام کے سلسلہ میں قادیان مرزا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ کام جو ایثار و احسان پر مبنی تھا مرزا جی کے قبضہ دست میں تھا مرزے جی کے دل میں پرانی محبت نے پھر انگڑائی لی اور دل آشنا بے قابو ہوا کر اس کام کے عوض محمدی بیگم کا رشتہ طلب کیا ۔ احمد بیگ اس سٹے بازی پر بڑا اسٹ پٹایا ۔ بغیر کام کرائے مرزا جی کے چہرہ پر تھوک کر چلا گیا ۔ اس قصہ کی خبر جوں جوں مشہور ہوئی ہر طرف سے مرزا جی کی اس حرکت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا ۔ مرزا جی کو پتہ چلا تو اپنی اس خفت کو مٹانے کے لیے ایک اشتہار دیا جسے میں خداداد موقع کے عنوان سے درج ذیل کرتا ہوں ۔

خداداد موقع: مرزا جی فرماتے ہیں محمدی بیگم کے رشتہ دار مجھ سے کوئی نشان آسمانی (یعنی میرے نبی ہونے کا معجزہ) مانگتے ہیں ۔

اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی ۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ اس لڑکی کا والد (مرزا احمد بیگ) ایک ضروری کام کے لیے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نام بردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین کو بیاہی گئی ۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے مفقود الخبر ہے ۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں بھی پہنچتا ہے ۔ نام بردہ (احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا

دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نام بردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ ہماری مرضی کے بغیر بیکار تھا اس لیے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے بتمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہو گا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے

مرزا غلام احمد صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۶

مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ ۱۵۷

لالچ اور دھمکی، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی

۵

لڑکی کے نکاح کے لیے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات بھی تم پر کیے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کروں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لیے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لیے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہوگا پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے پس جو کرنا ہے کرو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام تصنیف جناب مرزا صاحب ص ۵۷۲)

مرزا احمد بیگ کا بڑا لڑکا محمدی بیگم کا حقیقی بھائی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خاص دوست حکیم نور الدین کے پاس زیر علاج تھا۔ اس نے کئی خط مرزا صاحب کے نام آئے تھے جن میں اس نے درخواست کی کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) جناب حکیم نور الدین صاحب کو لکھیں کہ وہ محکمہ پولیس میں مجھے نوکر کرا دیں۔ اس پر مرزا صاحب نے حکیم نور الدین صاحب کو حسب ذیل خط بھیجا (از مؤلف)

حکیم نور الدین کے نام خط

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مہربانی نامہ آں مکرم پہنچ کر بمژدہ افاقہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

. . . . محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے۔ آں مکرم کو معلوم ہوگا۔ کہ اس کا والد بوجہ اپنی ناسمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت وکینہ رکھتا ہے۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں۔ کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نرمی کارگر نہ ہوگی وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے . . . . لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خطوط اس مضمون کے پہنچے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیں۔ آپ برائے مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھائیں۔ کہ تیری نسبت انہوں انہوں نے (یعنی مرزا صاحب نے) بہت کچھ سفارش لکھی ہے۔ اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت ہو کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آں مکرم میری طرف سے ذہن نشین کرا دیویں۔ کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔ زیادہ خیریت والسلام خاکسار غلام احمد لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ ۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء مکتوبات احمدیہ جلد ۵ مکتوب نمبر ۶۰ اور ۴۷

(اس مکتوب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ محمدی بیگم کے بھائی کو ملازمت کا لالچ دے کر ہموار کیا جائے کہ تمہارا بہت خیال ہے مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کی مرزا صاحب سے شادی ہو جائے تو ضرور کوشش کی جائے گی۔ اس لئے واجب ہے کہ مرزا صاحب کے واسطے تم اپنی ہمشیرہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔ مؤلف عبدالرحمٰن

خدا کی طرف سے حکم

مکرمی مخدومی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا۔ تو کچھ غنودگی سی ہوئی۔ اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا۔ کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے۔ کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا۔ اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی۔ اور اگر انحراف کیا۔ تو موردِ عتاب ہوگا۔ اور ہمارے قہر سے بچ نہ سکے گا۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ۔ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں۔ اور آپ کو ایک دیندار ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں۔ اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں۔ اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں۔ اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس

۸

میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش وسفارش کرلی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کارشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدتمندوں میں ہے۔ تقریبًا کر دیا ہے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ فقط خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ۔ اقبال گنج مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء منقول از رسالہ نوشتہ غیب صفحہ ۱۱ از خالد وزیر آبادی

(مذکورہ بالا خط کا جواب نہ ملنے پر جناب مرزا صاحب نے حسب ذیل دوسرا خط روانہ فرمایا۔ مؤلف عبدالرحمن عبدہ)

پروردگار کے حکم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے عزیز سنیئے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات لغو سمجھتے ہیں۔ اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استواری کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ کہ اگر آپ نے میرے خاندان کی مرضی کے خلاف میری بات کو مان لیا۔ تو میں اپنی زمین اور باغ میں سے آپ کو حصہ دوں گا۔ اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دیگا .... اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی کی اور احسان کیا۔ اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکر گذار ہوں۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین کا اور دیگر مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس

میں سے جو کچھ مانگیں گے۔ میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم۔ عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے۔ اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ میں نہ پڑیئے۔ میں اپنا یہ خط پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں امین سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ . . . . اگر میعاد گذر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو۔ تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔ اور مجھے ایسی سزا دینا۔ کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دیگئی ہو

آئینہ کمالاتِ اسلام تصنیف جناب مرزا غلام احمد صاحب ص۵۷۳

(اس خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ ادھر مکتوب الیہ احمد بیگ والد محمدی بیگم کا چھوٹا لڑکا فوت ہو جاتا ہے تو جناب مرزا صاحب تعزیتی خط روانہ فرماتے ہیں۔ مؤلف عبدالرحمٰن عبدہ) خط حسب ذیل ہے

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ قادیاں میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند

آں مکرم کی خبر سنی تھی ۔ تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا ۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا ۔ اور خط نہیں لکھ سکتا تھا ۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا ۔ صدمۂ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں کوئی اور صدمہ نہ ہوگا ۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے ۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے ۔ اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرما دے اور عزیزی محمد بیگ کو عمر دراز بخشے ۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں ۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو ۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ آپ کے لئے دعا خیر و برکت چاہتا ہوں ۔ میں نہیں جانتا ۔ کہ کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں ۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص ، ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے ۔ آپ پر ظاہر ہو جائے ۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے ۔ جب ایک مسلمان خداتعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے ۔ تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے ۔ سو مجھے خداتعالیٰ قادر و قیوم کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا ۔ کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اگر دوسری جگہ ہوگا ۔ تو خداتعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی ۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا ۔ کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا ۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا ۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس

ہوں۔ کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں۔ کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید معلوم ہوگا۔ یا نہیں۔ کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہوچکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں۔ بلکہ حماقت سے منتظر ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر دیکھا۔ کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اور یہ عاجز جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ہیں ایمان لایا ہے آپ سے ملتمس ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کرسکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہو وہ زمین پر ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان

پر سے مجھے الہام کیا ہے آپ کے سب غم دور ہوں۔ اور دین دنیا دونوں خداتعالیٰ آپ کو عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء روز جمعہ منقول از رسالہ کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۳ تالیف قاضی فضل احمد (مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ از مؤلف عبدالرحمن عبدہٗ)

محمدی بیگم کی حقیقی پھوپھی اور جناب مرزا صاحب کے صاحبزادے فضل احمد کی ساس کے نام خط۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو۔ کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی بیگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اس کو سمجھاؤ۔ اور اگر ایسا نہ ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے۔ اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔ کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ* لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا نکاح غیر کے

ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی بیگم کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہو گا۔اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔سو یہ شرعی طلاق ہے۔اور مجھے اللہ تعالیٰ قسم ہے۔کہ بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا۔تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔تو آپ کے واسطے بہتر ہو گا مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کے لئے بہتری کی ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا۔اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔یاد رہے۔کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔کہ میں ایسا ہی کروں گا۔اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہو گا۔اسی دن عزت بی بی کو طلاق ہو گی۔اور نکاح باقی نہیں رہے گا۔راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ۔اقبال گنج

مذکورہ بالا خط کا تتمہ:۔از طرف عزت بی بی (مرزا غلام احمد صاحب کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ) بطرف والدہ ماجدہ۔سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔مرزا صاحب مجھ سے کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں (یعنی محمدی بیگم کے والد) کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔اگر نہیں تو پھر طلاق ہو گی اور ہزار طرح رسوائی ہو گی۔اگر منظور

نہیں تو پھر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھیرنا مناسب نہیں۔

عزت بی بی از قادیان

اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ ریمارک ہے۔ جیساکہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر (مرزا سلطان محمد سے محمدی بیگم کا) نکاح رک نہیں سکتا۔ تو پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیاں میں آدمی بھیج دو تاکہ ان کو لے جاوے (اللہ رے زور ظلم مؤلف)

عزت بی بی بذریعہ غلام احمد رئیس قادیاں۔ منقول از نوشتہ غیب۔

تالیف خالد وزیر آبادی

مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ تو مرزا صاحب عزت بی بی کے والد اپنے بیٹے فضل احمد کے سسر محمدی بیگم کے حقیقی پھوپھا جناب مرزا علی شیر بیگ کو خط روانہ کرتے ہیں۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ میں واللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ

کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوڑھا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا۔ کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا۔ کہ اس کی اولاد ہو۔ اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے۔ وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں۔ کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے

ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے
جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ کا ہے کا
رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی کے نام کے لئے ہے۔ جو فضل احمد کے گھر میں ہے
بے شک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ یہ شخص کیا بلا ہے
ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں
نے رجسٹری کراکر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر جواب نہ آیا۔ اور بار بار
کہا۔ کہ اس سے ہمارا باقی کیا رہ گیا ہے جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے
خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی
ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں
خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب
جب میں ایسا ذلیل ہوں۔ تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔
لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز
نہ آئیں۔ اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی اپنی
منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا
بلکہ ایک طرف سے جب محمدی بیگم کا نکاح کسی شخص سے ہوگا تو دوسری طرف
فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دیگا۔ اگر نہیں دے گا۔ تو میں اس کو
عاق اور لاوارث کر دوں گا۔ اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے۔ اور یہ

ارادہ اس کا بند کرادوگے۔ تو میں بدل وجان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کرکے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے۔ اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کردیں۔ کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لیئے یہ رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے۔ تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب کہ آپ کی بیوی کی خویشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہؤا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

مذکورہ بالا خط کا جواب

اخویم مرزا غلام احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ خیال کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے۔ اور اسی پر ہی میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ . . . . . . باقی رہا تعلق چھوڑنے

کا مسئلہ۔ تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے۔ باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوُا۔ تو پھر کیا۔ اور نہ ہوُا تو پھر کیا۔ اور احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوُا۔ آپ کی طرف سے ہی ہوُا۔ نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام باقی کرتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا . . . . . .

یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال فرمائیں۔ کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو۔ اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں۔ تو خدا لگتی کہنا۔ کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دوگے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع المرائض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا۔ اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا (یعنی مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا جھوٹا مدعی ہوتا۔ مؤلف) تو آپ رشتہ دیتے (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی بیگ کی حجت کا جواب مرزا صاحب نہ دے سکے۔ للمؤلف) یوں آپ کو خط لکھتے وقت آپ سے باہر نہیں ہونا چاہیئے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں۔ اور نظام عالم بھی انہیں باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں۔ اگر آپ طلاق دلوائیں گے۔ تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک۔ مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے (بڑا لطیف طنز ہے للمؤلف) . . . . . . میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ

شامل کر دیا ہے۔ مگر میں اس کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور میری بیوی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو۔ دینے کے لئے کس طرح لڑے . . . .
. . . ہاں اگر وہ خود مان لیں۔ تو میں اور میری بیوی خارج نہ ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں۔ مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں۔ اور منت سماجت سے کام لیں۔ خاکسار علی شیر بیگ از قادیاں۔ منقول از نوشتہ غیب خالد وزیر آبادی

ماموں کی خط وکتابت

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی۔ تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیاں آئے اور چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کنایۃً ذکر تھا۔ حضرت مرزا صاحب سے سوال کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟۔ حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا۔ کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق اور امر معلومہ سے مراد یہی امر ہے۔ اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے۔ جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔
سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۴۲ تالیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی اے قادیانی

اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین صاحب) لیڈر تھے۔ اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) ان کا تابع تھا۔ اور بالکل ان ہی کے زیرِ اثر ہو کر ان کے اشارے پر چلتا تھا۔ بحوالہ مذکورہ ص۱۷۲

انعام کا وعدہ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جاکر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اوران دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا امام الدین صاحب) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ۔ . . . ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکہ میں آجایا کرتا تھا۔ اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا۔ اور حضرت صاحب سے کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہنے کے موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ المؤلف) بحوالہ مذکورہ ص۱۷۲/۱۷۱

خبر خبر مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی۔ کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے۔ قادیاں میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا مکلف ہوں۔ کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کرکے تحریر فرماویں۔ کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا۔ تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں۔ اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرماویں۔ کہ اس نے جواب دیا ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۵ نمبر ۳

خانہ بربادی ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے۔ کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے۔ یا خدا تعالیٰ بیوہ کرکے اس کو میری طرف لے آئے۔ چنانچہ تفصیل ان امور کی مذکورہ بالا اشتہار میں درج ہے

۲۲

اب باعثِ تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار
لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہی
اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس
تجویز میں ہیں۔ کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جاوے
اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی۔ تو ہمیں درمیان میں دخل
دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل
سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ بن گئے۔ جن پر اس عاجز کی
اطاعت فرض تھی۔ اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا۔ اور بہت تاکیدی خط
لکھے۔ کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو
جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط
کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تلوار
کا بھی مجھے زخم پہنچتا۔ تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت
کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے
دل کو توڑ دیا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور عمدًا چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا
جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل۔ یہ کہ اس
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور چاہا۔ کہ دینِ
اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد

رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہوجائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔
دوم۔ سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا۔ اور میری مخالفت پر کمر باندھی۔ اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی۔ اور اس کی ہتک بدل وجان منظور رکھی۔ چوں کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا۔ اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا۔ کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں۔ کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ۔ کہ دوسری مائی ۱۸۹۱ ہے عام وخاص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہوگیا۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی

خبر ہو۔ طلاق نہ دیوے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بدی رنج و راحت، ماتم اور شادی میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی رہے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام ہے اور ایمانی غیوری کے خلاف۔ اور ایک دیّوثی کا کام ہے۔ مؤمن دیوث نہیں ہوتا۔

اشتہار مرزا غلام احمد صاحب مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۲۱۹

ترکی تمام شد

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی۔ اور قادیاں کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے۔ اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا۔ اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا۔ کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں — والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا۔ کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر

مرزا افضل احمد نے لکھا۔ کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا۔ کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر بیگ کو جو سخت مخالف تھی۔ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی۔ طلاق دیدو۔ مرزا افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہے کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جاملا . . . . . .

سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد بی اے

بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا

مرزا فضل احمد کے جنازے کے ساتھ سید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیاں میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ مرزا افضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب . . نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے۔ اسی امر سے جرأت پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا۔ لیکن آخر کار آپ کا لڑکا تھا۔ آپ اسے معاف فرمائیں۔ اور اس کا جنازہ پڑھیں . . . . . اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب

وہ میرا فرماں بردار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا۔ لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا۔ اس لئے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ آپ جائیں اور پڑھیں شاہ صاحب فرماتے تھے کہ اس پر میں واپس آگیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔

صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۲۹ نمبر ۹۸ مورخہ ۲ مئی ۱۹۴۱ء

پھجے دی ماں بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے۔ بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ اور اس کا ان کی طرف میلان تھا۔ اور وہ اسی رنگ میں رنگی تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا۔ کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا۔ ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کرلی ہے اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہ گار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو۔ اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ پس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق

چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پھر محمدی بیگم کا سوال اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرادیا۔ اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہی تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ کو شائع کیا تھا۔ اور جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین۔ سیرۃ المہدی حصہ اول ص۳۳ تصنیف مرزا بشیر احمد قادیانی

چہ میگوئیاں یہ کہنا۔ کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی۔ اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے۔ یہ عجیب اعتراض ہیں سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہوجاتا ہے (شدت غرض میں بھی یہی حال ہوجاتا ہے۔ للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرمادے اور ممکن ہوسکے انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کراسکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرانا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۱۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔

(دونوں بیٹوں کو عاق کرنا بیوی کو طلاق دینا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنا۔ خصوصاً بہو کو طلاق دلوانا یہ سب کچھ جائز طریقہ ہوگا۔ مگر شومیٔ قسمت پیشگوئی پوری پھر بھی نہ ہوئی۔ للمؤلف)

خدائی چیلنج

لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے . . .

مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول ص ۱۵۷

مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے۔ کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا۔ اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے۔ اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ ہے۔ پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ . . . . . .

آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۷۲ تصنیف جناب مرزا صاحب

خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا۔ تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور جو نکاح کرے گا۔ وہ روزِ نکاح سے اڑھائی برس

۲۹

کے عرصہ میں فوت ہو گا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول صد ۱۵۲

وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ زَوَّجْنَاكَهَا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِيْ۔

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء آسمانی فیصلہ صد ۶۸ تصنیف مرزا صاحب

اطمینانِ قلب کے واسطے پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی۔ تو معلوم ہؤا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بنا وے گا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا وے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَا اِلَيْكَ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ انت معی وَاَنَا مَعَكَ :۔ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔ اور وہ پہلے سے ہنسی کر

رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوں گا۔ اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہیں۔ جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا ب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو مرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔

اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۵۸

کسی کی یاد میں

خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں لائے گا۔ اور وہ لوگ بہت مانع آئیں گے اور بہت عداوت کریں گے اور بہت کوشش کریں گے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا خدائیتعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے . . . .

. . . . اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی۔ اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ

۳۱

نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور معنے ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ یعنی بات ترے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے ازالہ اوہام ص ۳۹۶/۳۹۸

بارگاہِ خداوندی میں التجا میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی۔ تو اس نے مجھے الہام کیا۔ کہ میں ان تیرے خاندان کے لوگوں کو ان میں سے ایک نشان دکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی کا نام لے کر فرمایا۔ کہ وہ بیوہ کی جاوے گی۔ اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے۔ اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے۔ اور کوئی اس کو روک نہ سکیگا۔ کرامات الصادقین سرورق آخر۔

۴ جنوری ۱۸۹۳ مولینا محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اما بعد۔ آپ کا خط رجسٹری شدہ ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ . . . . . . آپ نے اپنے خط کے صفحہ . . . . تین میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر جرح ہے جو . . . میرے اشتہار . . . دس جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے

اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو آپ کو ملہم مان لوں گا۔ اور یہ سمجھوں گا۔ کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالفِ حق اور آپ کو بداخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی ...... میں نے جو ایک پیش گوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا۔ آپ کی خدمت میں پیش کی ہے یہی میرے صدق و کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کذّاب اور مفتری کی مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور ہیں۔ جنہیں میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں۔ کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا یا فلاں وقت تک مر جائے گا۔ مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

۱۔ اول۔ نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

۲۔ دوم۔ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

۳۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچیگا

۴۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔

۵۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

۶۔ ششم ۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب ایماناً آپ کہیں ۔ کہ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہیں ۔ اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں ۔ کہ کیا ایسی پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہوگئی ۔ آپ کا دل نہیں ٹھہرتا ۔ تو آپ اشاعۃ السنۃ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دے دیں ۔ کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہوگئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کردوں گا ۔ اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا ۔ اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں ۔ کہ ایک تو ان میں سے پوری ہوگئی ۔ اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہوجانے کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو ۔ تو اس قدر تو ضرور چاہئے ۔ کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو ۔ کف لسانی اختیار کریں ۔ جب ایک پیشگوئی پوری ہوگئی ۔ تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہئے ۔ . . . . . مکتوبات احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۴۳ تا ۴۸

نوٹ :۔ سراسر غلط اور جھوٹ ہے ۔ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ مرحوم کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہرگز نہیں ہوئی ۔ اگر کوئی مرزائی کھلی مجلس میں ثابت کردے کہ لڑکی کے والد کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے ۔ تو میں تین سو روپے انعام دوں گا ۔ ھل من مبارز ؟ (از مؤلف)

۳۱ ستمبر ۱۸۹۳ء پیشگوئی . . . بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اجزاء یہ ہیں . . . . .

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکاح اور تاایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو
۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو۔
۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔
اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔
روحانی خزائن جلد ۶۔ شہادۃ القرآن ص۳۷۶ تصنیف جناب مرزا جی۔
۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی۔ اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھادے گا۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔
مجموعہ اشتہارات مسیح موعود جلد ۲ ص۴۱ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص۱۳۱۔ اشتہار ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء
یاد رکھو۔ کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیشگوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں..... اللہ نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا۔ اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھادونگا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں بحوالہ مذکور ص۴۳-۴۵
۲۶ دن بعد ۲ر اکتوبر ۱۸۹۴ء۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے علیم و حکیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما۔ جو خلق اللہ پر حجت ہو۔ اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جاوے اور اگر اے خداوندا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں۔ تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں

جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے تبلیغ رسالت جلد سوم ص۸۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص۱۱۶ ج۲

رعایتی توسیع لیکن بہتیرے جاہل میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں۔ کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہوگا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہوں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے .... اے بدفطرتو! تم اپنی فطرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو۔ اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغگو رکھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ عذاب کی میعاد ایک معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن مجید اس پر شاہد ہے لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لاتبدیل لکلمات اللہ یعنی مری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۱۵، ۱۱۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص۴۳ جلد ۲

۱۹۰۱ میں۔ اور ایک حصہ پیش گوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہونا حسب منشائے پیشگوئی صفائی سے پورا ہوگیا۔ اور دوسرے کی انتظار ہے میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو گی اور میری موت آجائے گی اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ تصنیف مرزا جی

لیکن مرزا جی مرگئے اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ مؤلف۔

دُنیا بامید قائم ہے پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا۔ کہ یہ معاملہ اتنے پر ہی ختم ہو گیا۔ اور جو ظہور میں آیا۔ یہی نتیجہ آخری ہے۔ اور پیش گوئی کی حقیقت اس پر ختم ہو گئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور خیر الرسل اور خیر الوریٰ بنایا۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلدی ہی دیکھ لوگے۔ اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم ص۲۲۳ تصنیف مرزا جی

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِيْ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔ وَيَرُدُّهَا اِلَيْكَ۔ اَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ۔ زَوَّجْنٰكَهَا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ اِنَّا رَادُّوْهَا اِلَيْكَ۔ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے حوالہ مذکور ص۶۰

ناکامی کی تلخی چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیشگوئی کے) انجام کے منتظر رہتے۔ اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے

اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی۔ اور نہایت ہی صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دینگے۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص۳۳۷۔ انجام آتھم در ضمیمہ ص۵۳ تصنیف مرزا جی

خاص تزوج اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پہلے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج جو بطور نشان ہو گا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سیدل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ یہ باتیں ضرور پوری ہونگی۔ بحوالہ مذکورہ در حاشیہ

(حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسی ابن مریم علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔ یعنی عیسٰی ابن مریم جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے مشکوٰۃ ص۴۸۰ نہ کہ غلام احمد بن چراغ بی بی۔ لہٰذا اسی حدیث نے مرزے جی کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ اگر مرزا جی سچے ہوتے۔ تو یہ پیش گوئی ضرور پوری ہو جاتی۔ لیکن نہیں ہوئی۔ از مؤلف حافظ عبد الرحمن)

بد سے بدتر ٹھہروں گا یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان

کا افترا نہیں ہے۔ نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو۔ کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔ براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ جو براہین صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے یَاآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ یَامَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت مریم نام رکھا۔ کیونکہ اسوقت مبارک اولاد دی۔ جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ . . . اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سر اس وقت خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے۔ وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ بحوالہ مذکورہ صفحہ ۳۳۸

۱۹۰۵ میں۔ وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا۔ کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔ یہ تھا۔ کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے۔ خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔

الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲

یاس میں آس۔ احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے۔ جو اشتہار میں درج

ہے۔ اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط صٓ۹ تا صٓ۱۲ پر گزر چکا ہے) اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا۔ اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ ... عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

مندرجہ بالا بیان دے چکنے کے بعد جب آپ کمرۂ عدالت سے باہر تشریف لائے۔ تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آگیا۔ اگر ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرزو رکھتے۔ کہ یہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جاوے۔ اور اس طرح پر تین ڈپٹی گواہ ہو جاویں تو کبھی بھی نہ ہوتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔ اب عدالت کے کاغذات سے کون اس کو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔ ضرور ہی پڑے گا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو گئی۔ (مرزا غلام احمد کا حلفیہ بیان۔ عدالتِ گورداس پور میں)

کتاب منظور الٰہی صٓ۲۴۴ تصنیف بابو منظور الٰہی قادیانی

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے — مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے

اس کے جانے سے صبر دل سے گیا — ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

اشعارِ مرزا جی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

سرمنڈی ہونے کی تعبیر آج خواب میں میں نے دیکھا۔ کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیشگوئی ہے۔ باہر کسی تکیہ میں معہ چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہؤا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے میں نے اسے تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سرمنڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے۔ کہ تیرا خاوند مرجائے گا۔ اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتارے ہیں۔ اور پھر خواب میں میں نے یہی تعبیر کی ہے اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا۔ کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگیا ہے اور ایک کاغذ مہر اُن کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے۔ اور پھر میرے پاس خواب میں وہ کھڑی ہے (یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہؤا۔ مؤلف)

تذکرہ مجموعہ الہامات وکشوف و رؤیا حضرت مسیح موعود صہ ۱۹

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت — تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو — مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

اشعار مرزا جی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

بلی کے خواب میں چھچھڑے ۲۵ر جولائی ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے میں پانی کو ڈال چکا تھا۔ کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی ـ یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک

جوان عورت ہے پیروں سے سر تک سرخ رنگ لباس پہنے ہوئے ہے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا۔ کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک تذکرہ مجموعہ الہامات وکشوف ورؤیا حضرت مسیح موعود ص۱۹۷

سبب کوئی خداوندا بنا دے ۔۔۔ کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے

کرم فرما کے آ او میرے جانی ۔۔۔ بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے

اشعار مرزاجی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاجنزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

آخری مایوسی اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ اَیَّتُهَا الْمَرْأَةُ تُوْبِي تُوْبِي فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰى عَقِبِكِ ۔۔۔۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔

حقیقۃ الوحی ص۱۳۲ تصنیف جناب مرزاجی

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اسکی دوا ۔۔۔ ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے ۔۔۔ تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

اشعار مرزاجی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاجنزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

از مؤلف جب ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی تقریباً بیس برس تک پوری نہ ہوئی۔ اور جناب مرزاجی پوری طرح مایوس ہو گئے۔ تو آپ نے ۱۹۰۸ء میں لکھا۔ خدا کی

طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتہا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبکِ (اے عورت توبہ کر توبہ کر۔ کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے ہیں) پس ان لوگوں نے جب اس شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ حقیقۃ الوحی ص۱۸۵ پیش گوئی کو بار بار غور سے پڑھیے۔ یہ نئی شرط وہاں نہیں ملے گی۔ اچھا مان لیا کہ تھی۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جناب مرزا جی فرماتے ہیں۔ احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا۔ کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے ذرا التفات نہ کی۔ اور احمد بیگ (والد محمدی بیگم) نے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا۔ کہ پیشگوئی سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہو گئے۔ جناب مرزا صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ قصور یا تو محمدی بیگم کے والد کا تھا۔ جس نے بجائے مرزا صاحب کے محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ یا قصور ہے۔ تو مرزا سلطان محمد کا جو محمدی بیگم سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا۔ اور مرزا صاحب کے خطوط اور سمجھانے کی ذرا پرواہ نہ کی یا قصور ہے تو مرزا صاحب کے خاندان کا۔ جنہوں نے مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اور چاہتے تھے۔ کہ محمدی بیگم کی شادی مرزا صاحب سے نہ ہو۔ یا پھر قصور تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ من ذٰلک)، کہ جس نے محمدی بیگم کا نکاح تو مرزا جی کے ساتھ آسمان پر کر دیا۔ اور رخصتی کے اسباب زمین پر پیدا نہ کر سکا۔ اور توبہ کرے محمدی بیگم! کیوں؟ کس بات پر! پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کسی عورت کا گناہوں سے توبہ کرنے سے نکاح کیوں فسخ ہو جاتا ہے اور وہ شوہر پر کیوں حرام ہو گئی۔ کھولئے فقہ کی کوئی کتاب اور پڑھئے باب النکاح۔ کیا وہاں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے۔ کہ اگر بیوی گناہوں

سے تائب ہوجائے تو وہ شوہر پر حرام ہوجاتی ہے پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک اے عورت توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کررہے ہیں جب تائب ہوئی تو مصائب سے نجات ملی مگر کس صورت میں؟ نکاح کے فسخ ہوجانے میں۔ اگر وہ توبہ نہ کرتی۔ تو جناب مرزا صاحب کی زوجیت میں رہتی۔ اور ام المومنین کا لقب پاتی۔ تو کیا یہ بات اس کے واسطے باعث فخر اور رحمت تھی۔ یا مصیبت؟ اے عورت توبہ کر۔ مصیبت تیرا پیچھا کئے ہوئے ہے۔ وہ مصیبت اور بلا کیا تھی؟ ظاہر ہے کہ وہ خود جناب مرزا جی ہی تھے۔ جو تقریباً بیس برس سے بیچاری کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ تشہیر دعویٰ نکاح اور الہام بافی میں لگے رہتے تھے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ ایک نوجوان اور خوب رو لڑکی کا پچاس سالہ بوڑھے اور مجمع الامراض کے نکاح میں آنا یہ اس کے واسطے سب سے بڑی مصیبت اور بلا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ خیر اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی تو بیچاری کی جان چھوٹی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

غیر مرزائی حضرات کی خدمت میں عموماً اور مرزائی حضرات کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے۔ کہ آدمی چھ آنے کی مٹی سے بنی ہوئی ہانڈی خریدتا ہے تو بار بار اسے دیکھتا ہے اور انگلی سے بجا کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ کہیں یہ کچی اور ٹوٹی ہوئی تو نہیں۔ اور اگر خود سمجھ نہیں رکھتا۔ تو کسی سمجھ دار کو دکھا کے مشورہ ضرور کرلیتا ہے تو کیا یہ انصاف ہے کہ جب ایمان کی باری ہو۔ تو اندھا دھند آنکھیں بند کرکے سودا بازی شروع کردے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ پ۱۳ ع ترجمہ: ہرگز ہرگز گمان نہ کر۔ کہ خدا اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور منتقم ہے۔

کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خداتعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کردے۔ پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے۔ اس کے متعلق دو ہی خیال ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے رفتار حالات کو ملحوظ رکھ کر نیچر کے استمراری واقعات کی بنا پر قیاس آرائی کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ کسی مخبر صادق نے اطلاع دی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کی قیاس وغیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے جیساکہ بعض منجموں، راولوں کی پیشگوئیاں صحیح ثابت ہوجاتی ہیں۔ مگر یہ ان کے صادق اور منجانب اللہ ہونے پر دال نہیں ہوتیں۔ اور یہ امر جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ مرزاجی فرماتے ہیں۔ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کمال پر دلیل نہیں ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۱۲ تصنیف مرزاجی۔

پھر مرزاجی اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی۔ یعنی بھنگن تھیں۔ جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکابِ جرائم کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا زناکاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا۔ کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا۔ کہ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان

۴۵

کی جیسا کہ دیکھا گیا۔ ظہور میں آگئیں۔ حقیقۃ الوحی ص۵ تصنیف مرزا جی

جو کچھ مرزا جی نے فرمایا ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدائے عالم الغیب کی بتلائی ہوئی بات غلط ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ پ۱۳۔ ہرگز ہرگز گمان نہ کر۔ کہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ اور یہ مرزا جی بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ روحانی خزائن جلد ۲۳۔ چشمہ معرفت ص۹۱/۸۳ تصنیف جناب مرزا جی۔

لہٰذا ہم بلکہ ہر دانا انسان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جس مدعی الہام کی کوئی پیشگوئی غلط ثابت ہو جائے تو وہ خدا کا ملہم اور مخاطب نہیں بلکہ مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ خود مرزا جی کو بھی یہ مسلم ہے فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی کی ہوئی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ رسالہ کشتی نوح ص۵ روحانی خزائن ص۵/ج۱۹ تصنیف مرزا جی۔

امام الزماں میں ہوں (روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص۴۹۵/۲۵ تصنیف مرزا جی

امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا درجہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص۴۸۳/۱۲) تصنیف مرزا جی

میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے (آئینہ کمالات اسلام ص۹۳) تصنیف مرزا جی

بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا کذب و صدق جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸) تصنیف مرزا جی

پس ہم سب سے پہلے مرزاجی کی پیشگوئیاں دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں بعض سچی ہیں۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزاجی کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزاجی راقم ہیں کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۵۔ تریاق القلوب ص ۳۸۲/۱۰۷ تصنیف مرزاجی

مرزاجی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کر دوں گا۔ کہ میں کاذب ہوں اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ در حاشیہ تصنیف مرزاجی

میں بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی سو تحدی آمیز پیشگوئیوں میں سے اگر ایک بھی سچی ہو جائے تو میں مرزاجی کو سچا سمجھوں گا۔ مرزاجی نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں میں اس خبر (محمدی بیگم والی پیشگوئی) کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کچھ کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔ انجام آتھم تصنیف جناب مرزاجی۔ مگر اسی پیشگوئی کا جو حشر ہوا ہے آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ کیا اب بھی مرزاجی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں فَتَدَبَّرُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ط

الہام بکر و ثیب

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے مجھے کسی تقریب سے محمد حسین بٹالوی .... کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بِكْرٌ وَّثَيِّبٌ جس کے معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے

کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہوگیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۱/۲۸ تصنیف جناب مرزا جی (مرزا جی کی کسی بیوہ سے آخر دم تک شادی نہیں ہوئی۔ الہام سراسر غلط ثابت ہوا ہے از مؤلف)

تیسری شادی کی آرزو اور ربانی ارادہ میں جوش

مخدومی مکرمی! اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تحدیثِ نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں۔ ایک رازِ پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین۔ کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا۔ کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں۔ کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی...... اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا..... مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔ کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک

ہے۔اب دیکھیں۔کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئے ہیں۔اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(تذکرہ ص۱۱۲ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲) خاکسار غلام احمد ۸ جون ۱۸۸۶ء

ان دنوں اتفاقاً نئی شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا۔تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا۔کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجگی اور بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ بنے اور دوسری کی بابت ارشاد ہؤا۔کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔بحوالۂ مذکور

مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب۔۔۔عنایت نامہ پہنچا۔اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا۔وہ صرف دوستانہ طور پر اسرار الٰہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا۔کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے۔کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہؤا ہے۔تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں۔مگر بالطبع فارہ ہے (خدا جانے نامرد ہو چکے ہوں گے از مؤلف) اور ہر چند اول اول یہ چاہا۔کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔کہ یہ تقدیر مبرم ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔۔۔بیس جون ۱۸۸۶ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲)

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ویامریم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ویا احمد اسکن انت وزوجک

البتہ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ ابتدائی نام ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔

انجام آتھم ص۳۳ تصنیف مرزاجی (یہ تحریر مرزاجی کی جنوری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی تھی)

(حالانکہ تیسری شادی مرزاجی کی نہیں ہوئی۔ اور تیسری شادی کے تمام تر الہامات سراسر غلط ثابت ہوئے ہیں اور مرزاجی کا یہ کہنا کہ ارادۂ ربانی میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے وہ جوش ایسا ٹھنڈا ہوا۔ کہ شادی نہ ہوئی۔ اور مرزا صاحب اس حسرت کو قبر میں لے گئے (مؤلف عبدالرحمٰن)

بابرکت خواتین اور ان سے اولاد ۳۔ پھر خدائے تعالیٰ کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا۔ کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی مجموعہ اشتہارات مرزا ص۱۰۲ جلد ا

(حالانکہ مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد کوئی خواتین مبارکہ تو در کنار غیر مبارکہ بھی مرزاجی کے نصیب نہیں ہوئی..... اور نہ ہی مذکورہ خواتین مبارکہ سے مرزاجی کی نسل بہت ہوئی حافظ عبدالرحمٰن)

جناب مرزاجی کا محمدی بیگم سے شادی کا شوق، اور کسی بیوہ سے شادی کی تمنا اور تیسری شادی کی خواہش، مگر شومئے قسمت۔ نہ محمدی بیگم سے شادی ہوئی نہ کسی بیوہ سے نکاح ہوا۔ اور نہ تیسری شادی کی حسرت پوری ہوئی، ناکامی پر ناکامی۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تو کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

رسالہ ختم شد فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ حافظ عظمت علی کاتب ملتان چھاؤنی

ٹاؤن شپ میں واحد مرکزی دینی درسگاہ

مدرسہ مخزن العلوم

نزد قبرستان ۱-B/۹ ٹاؤن شپ۔ لاہور فون ۸۴۴۷۶۲

مدرسہ ہذا میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے دور دراز سے آنے والے غریب الدیار مسافر طلبا و طالبات کی صدقہ، زکوۃ، فطرانہ، چرمہائے قربانی اور نفلی خیرات سے دل کھول کر بھرپور امداد کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکے اموال میں برکت اور آپکی خیرات کو قبول فرماویں اور دین پر چلنے کی مزید توفیق بخشیں

مفتی و صدر مدرس جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور شہر

استاد ... جامعہ اشرفیہ لاہور

سید انور حسین شاہ ... خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری

صدر انجمن شکیل احمد خاں مہتمم مدرسہ ابن سرور حافظ عبدالرحمن مظفر گڑھی

نماز حنفی

مع اضافات الاحادیث

مرتب: حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری

اضافہ
حافظ شفیق الرحمن قاسمی

مکتبہ سروریہ
مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور
فون: ۸۴۴۷۶۲

دو چشم من فدائے چار گوھر　　علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ

توہینِ حسین رضی اللہ عنہ

مرزائیوں کے نام بجواب ان کے پمفلٹ امام حسین کا مقام

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفرگڑھی

مکتبہ سروریہ
مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور
فون : ۸۴۴۷۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک پمفلٹ میری نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا "امام حسین علیہ السلام کا مقام" مسیح موعود (مرزا جی) کے اپنے الفاظ میں اس پمفلٹ کا طول و عرض تقریباً اسی سطریں ہیں جس میں گیارہ سطریں یزید سے متعلق ہیں اور انیس سطروں میں امام حسین علیہ السلام کی عام راستبازی کا تذکرہ ہے اور باقی پچاس سطروں میں (مرزا جی) کی اپنی لن ترانیاں ہیں۔ اس میں قادیانی صاحبان نے یہ وجہ بیان نہیں کی کہ آخر اس پمفلٹ کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی ؟ اصل بات یہ ہے کہ مرزا جی نے اپنی نبوت کی پٹڑی جمانے کے لیے جن بزرگ ہستیوں کو اپنی سخت گوئی اور توہین کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر نہایت ناروا حملے کیے ہیں خصوصاً سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ توہین کی اور مذاق اڑایا ہے کہ جس پر نہ صرف اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب کے شریف انسان نے مرزا جی کا نوٹس لیا کہ آپ نے ان بے گناہوں کو صدیوں بعد کچھ اس قسم کے کلمات سے یاد کیا کہ یزید بھی شرما جائے۔ اس پر مرزائی احباب بہت بوکھلائے اور عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہوتے اس قسم کا غیر متعلق پمفلٹ شائع کر دیا۔ میں دلی خیرخواہی کے ساتھ مرزا جی کا اصل مسلک ان کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ آپ اپنے ضمیر سے خود فیصلہ طلب کریں۔

مرزا جی نے لکھا ہے، "حسین ...... سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے کہ آگے کس قدر ہوں گے۔ خدا کے تمام نبیوں نے میری تعریف کی (مرزا جی کی) ہے اور مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو مجھ سے کیا نسبت ہے ... خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے

کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی گواہی سے مسیح موعود (یعنی مرزا جی) حسین سے افضل ہے۔ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا (شاید مرزا جی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے۔ از مؤلف) قرآن شریف نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے) کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک بھی مذکور نہیں (شاید مرزا جی کے نام کی کوئی مستقل سورت نازل ہوئی ہوگی۔ مؤلف)...... امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف ہے۔ (پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ آپ نے فرمایا ھٰذان ابنای حسنؓ اور حسینؓ میرے بیٹے ہیں۔ مؤلف) حق تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسرِ دختر ہونے کے تھا۔ نہایت ہی ناچیز کر دیا (معاذ اللہ۔ مؤلف)

(روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح ص $\frac{۴۲۳}{۴۵}$ تا ص $\frac{۴۲۸}{۵۰}$ تصنیف مرزا)

ناظرین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا جی کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا (نعوذ باللہ) قرآن شریف کے حکم کے تو خلاف ہے حالانکہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور نواسہ بھی بیٹا ہی ہوتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ھٰذان ابنای یہ دونوں حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں مگر مرزائیوں کے نزدیک مرزا جی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ مرزا جی کے فرزند بشیر احمد بی اے اپنی کتاب الکلمۃ الفصل کے ص۱۰۵ پر لکھتے ہیں۔

ہاں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اکلوتا بیٹا (یعنی مرزا غلام احمد) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لیے بھیڑیئے

بن گئیں۔

کربلا ئیست سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

کربلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے۔ سو حسین میری آستین میں ہے

(در ثمین فارسی مجموعہ اشعار مرزا جی ص۲۳۴)

کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے۔ تم نے امام حسین کو تمام مخلوق سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کیے ہیں۔ گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی تھا اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔ یہ تو بتلاؤ کہ اس (حسین) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا ص۱۸۰ حسین کو مجھ (مرزا جی) سے کچھ زیادت نہیں۔ میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے ص۱۹۳/۸۱۔

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے ہر ایک وقت میں خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک روتے ہو پس سوچ لو ص۱۸۱ روحانی خزائن جلد ۱۹ اعجاز احمدی تصنیف مرزا جی)

اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا جی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۸ دافع البلاء ص۲۳۳/۱۳ تصنیف مرزا)

تم نے اس کشتہ سے مدد چاہی جو نومیدی میں مر گیا ص۱۹۲ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا ہے اور تمہارا ورد صرف حسین ہے پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ (پاخانہ) کا ڈھیر ہے ص۱۹۴

(روحانی خزائن جلد ۱۹ اعجاز احمدی تصنیف مرزا)

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے صاحبزادہ بشیر احمد کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا میں

ابھی یہ کام نہیں کرتی ۔ اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا ۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا ۔ میری یہ اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے ۔ اس عورت کو جس نے بچہ اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیئے

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل)
۸ فروری ۱۹۲۴ء

مرزا جی کے نزدیک ان کی اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین علیہ السلام شعائر اللہ میں داخل نہیں ؟ اور اگر جس عورت نے مرزا جی کے لڑکے کو اٹھایا ہوا ہے اسے تھپڑ مارنے سے شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو حضرت حسین علیہ السلام کی تحقیر سے شعائر اللہ کی بے حرمتی کیوں نہیں ہوتی ؟

مرزا جی کا خاص الہام ہے اخرج منه الیزیدیون یعنی قادیاں میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں حتیٰ کہ مرزا جی کی تحقیق کے بموجب چودہویں صدی کا دمشق بھی قادیاں ہے گویا اس زمانے کے یزید کا صدر مقام ہے ۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے ہی لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صواعق محرقہ کے ص ۱۸۸ پر لکھا ہے کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمۃ الزہراء رض

(سب اپنی اپنی آنکھیں بند کریں کیوں کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سواری گزر رہی ہے
خود سیدہ نے فرمایا تھا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں لے جانا نہ کہ دن کی روشنی میں۔ تاکہ کسی کی نظر میرے جنازے پر بھی نہ پڑے۔

لیکن مرزا جی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں۔ یہ پنج تن پاک تھے یعنی علی ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور فاطمۃ الزہراء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ...... اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہراء نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک ۔ مؤلف) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۹ ، ۵۵۰)

کیا کوئی شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے اور اس کی بیٹی، بیوی اور والدہ ان کی موجودگی میں نامحرم کا سر اپنی ران پر رکھنے کے واسطے تیار ہے۔ خواہ بیٹا سمجھ کر ہی سہی یا یہ بے غیرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، علی کرم اللہ وجہہ۔ امام حسن حسین علیہما السلام اور سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے واسطے روا تھی (نعوذ باللہ من ذلک)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ اور اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا جی) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص۱۴۲ مطبوعہ ربوہ)

تمام اہلِ بیت کی توہین!

وقال علیه الصلوٰة و السلام انا مدینة العلم و علی بابها من اراد العلم فلیاته من بابه	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں جو علم حاصل کرنے کے ارادے سے شہر میں آتا ہے اسے دروازے سے ہی آنا پڑے گا۔

مذکورہ حدیث شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم پر پختہ شہادت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا فقیہ ہونا اور حدیث و قرآن کے معارف جاننے میں تمام صحابہ میں آپ کا شمار صف اول میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:۔

سلونی ما شئتم	حدیث اور قرآن سے متعلق جو سوال آپ چاہیں، مجھ سے کریں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

لیکن مرزائیوں کی عبارت دیکھیے لکھتے ہیں:۔

یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہل بیت (یعنی حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد در اولاد میں سے آج تک کسی) نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوگئے۔۔۔۔۔ ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے (اخبار الفضل قادیاں ۱۷ راپریل ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اہل بیت تو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے کامل وارث نہ تھے۔ ہاں مرزا غلام احمد قادیانی ضرور تھے۔ چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث اور اس کی روحانیت کا وارث ہوں اور نبوت کا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۸ ایک غلطی کا ازالہ ۲۱۴ تصنیف مرزا جی)

اب میں آپ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا صحیح مقام حدیث شریف کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ آپ کے شکستہ دل کے واسطے باعث سکون اور تازہ زخموں کے لیے مرہم ثابت ہوگا۔[ل]

عبدالرحمٰن عفی عنہ

نوٹ: مناقب اہل بیت علیہم السلام کے متعلق جو حدیثیں لکھی گئی ہیں، ان کا ماخذ ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور قطب زماں عالم ربانی محبوب سبحانی سید پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب تاریخ الخلفاء ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ طوالت کے خوف سے متن یعنی نفس حدیث اور اس کے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کرتے ہوئے مزید تشریح وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے

ل باقی ماندہ حصہ مناقب اہل بیت ان شاء اللہ جلد ہی چھپ کر شائع ہو جائے گا۔

۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وعن عائشة قالت
خرج النّبي صلى الله
عليه وسلم غداة وعليه
مرط مرحل من
شعر اسود فجاء الحسن
بن علي رضي الله عنه
فادخله ثم جاء الحسين
فادخل معه ثم جاءت
فاطمة فادخلها ثم
جاء علي فادخله ثم
قال انّما يريد الله
ليذهب عنكم الرجس
اهل البيت و يطهركم
تطهيرا۔

رواه مسلم

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسولِ خدا
صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے
وقت ایک سیاہ نقش دار کملی اوڑھے
باہر تشریف لاتے (غالبًا صحن مکان)
کہ آپکی خدمت حسنؓ بن علیؓ حاضر ہوتے
آپنے اُن کو کملی کے اندر بٹھالیا۔ پھر حسین
آتے اُن کو بھی آپ نے کملی کے اندر بٹھا
لیا پھر فاطمہؓ آئیں آپنے اُنکو بھی کملی
میں بٹھالیا پھر علیؓ آتے اور آپنے
اُن کو بھی کملی کے اندر داخل کر لیا۔ اور یہ
آیت پڑھی۔ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ
الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔
یعنی اے اہلبیت خداوند تعالیٰ یہ چاہتا
ہے کہ تم سے گناہوں کی ناپاکی دُور کر دے
اور تم کو پاک و صاف کر دے۔

وعن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحب عليا منافق ولا يبغضه مؤمن ومن سب عليا فقد سبني

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مومن کو بغض، اور جس نے علیؓ کو گالیاں دیں اس نے دراصل مجھے گالیاں دیں۔

وقال عليه الصلوٰة والسلام اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے اے اللہ اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن جان جو علی کا دشمن ہو

وقال عليه الصلوٰة والسلام فاطمة بضعة مني فمن اغضبها اغضبني وفي رواية يريبني ما ارابها ويؤذيني ما اذاها

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس شخص نے فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور ایک روایت میں ہے جو چیز فاطمہ کو پریشان کرتی ہے وہ چیز مجھے بھی پریشان کرتی

ہے اور تکلیف دیتی ہے مجھے وہ چیز جو فاطمہ کو تکلیف دیتی ہے۔

و قال علیه الصلوٰة والسلام لعلی و فاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربهم و سلم لمن سالمهم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ اور حسن حسین کی نسبت فرمایا جو شخص ان سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت رکھنے والا ہوں۔

و عن جمیع ابن عمیر قال سالت عن عائشة ای الناس کان احب الی رسول الله صلی الله علیه و سلم قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت زوجها

جمیع ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی آپ نے فرمایا فاطمہ سے۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے کس سے تھی؟ انہوں نے فرمایا حضرت علی سے

و قال علیه والسلام ان فاطمة سیدة نساء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہؓ بہشت کی عورتوں

اهل الجنة وان الحسن	کی سردار ہے اور حسن حسین بہشت کے
و الحسین سیدا شباب	نوجوانوں کے سردار ہیں۔
اهل الجنة	

عن البراء قال	حضرت براء فرماتے ہیں میں نے
رایت النبی صلی الله	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
علیه و سلم و الحسن	حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے
ابن علیؓ علی عاتقه	اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ
یقول اللهم انی احبهٗ	میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی
فاحبهٗ	اس سے محبت فرما۔
و عن ابی بکرۃ قال	حضرت ابی بکرہ سے روایت ہے
رایت رسول الله صلی	کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
الله علیه و سلم علی	دیکھا کہ آپ منبر پر تھے اور حسن بن
المنبر و الحسن ابن	علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک
علیؓ الی جنبه و هو یقبل	مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور
علی الناس مرۃ و علیه	اور دوسری مرتبہ حضرت حسن بن علی
اخری و یقول ان ابنی	جانب۔ اور فرماتے جاتے میرا یہ
هذا سید و لعل الله ان	بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس

يصلح بين فئتين عظيمتين من المسلمين — کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں کے درمیان صلح کرا دے۔ (بخاری)

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ادھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ قریب تھا کہ دونوں کے گروہوں کے درمیان خونریز لڑائی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی اور خود دست بردار ہو گئے آپ کے اس حسن کردار سے دو مسلمان گروہوں میں قتل و غارت بند ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل، اور صلح کرنے کی تعریف فرمائی ہے۔

لیکن بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی جسارت دیکھئے کہ جب امت مرزائیہ میں بوجہ بشیر الدین کے بدکردار زانی، شرابی، لوطی ہونے کے اختلاف ہوا اور بشیر الدین سے مطالبہ ہوا کہ خلافت سے دست بردار ہو جاؤ تو بشیر الدین نے کہا کہ میں

"میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست بردار ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک

کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔"

(المہدی ص ۳۱۲ - ۳۴)

"ساری دنیا میری (یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی) دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا کی دی ہوئی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔" (ص ۲۱)

"ایک دفعہ انہوں نے (امام حسنؓ نے) خدا کی نعمت کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نعمت نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید بادشاہ نہیں ہوا...... امام حسن نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا، تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔" (انوارِ خلافت ص ۲۲)

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حامل الحسن ابن علي عاتقه نعم المركب ركبت يا غلام فقال النبي صلى الله عليه وسلم و نعم الراكب هو

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے لڑکے کیسی اچھی سواری ہے جس پر تو سوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

و عن علي قال الحسن اشبه رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين الصدر الى الراس و الحسين اشبه النبي صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك

حضرت علی سے روایت ہے کہ حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سر سے لے کر سینہ تک اور حسینؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سینہ سے لے کر پاؤں تک۔

و عن انس قال لم يكن احد اشبه بالنبي

حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ

صلی اللہ علیہ و سلم من
الحسن ابن علی و قال
فی الحسین ایضاً کان
اشبھھم برسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

شکل و صورت میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بہت مشابہ
تھے۔

وعن انس قال کنت
عند ابن زیاد فجیئ
برأس الحسین فجعل
یضرب بقضیب فی
انفہ و یقول ما رأیت
مثل ھذا حسنا فقلت
اما انہ کان اشبھھم
برسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم

حضرت انس سے روایت ہے
کہ میں عبداللہ ابن زیاد کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ حسینؓ کا سر مبارک
لایا گیا۔ ابن زیاد آپؓ کی ناک میں
لکڑی مارتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا
کہ اس طرح کا حسن میں نے نہیں
دیکھا۔ میں نے کہا حسینؓ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم شکل و صورت میں
بہت مشابہ تھے۔

وعن اسامة بن زید
قال طرقت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت اسامہ بن زید سے
روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں
ایک دفعہ رات کے وقت ذاتی کام

ذات ليلة في بعض الحاجة فخرج النبي صلى الله عليه و سلم و هو مشتمل على شيء لا ادري ما هو فلما فرغت من حاجتي قلت ما هذا الذي انت مشتمل عليه فكشفه فاذا الحسن و الحسين على وركيه فقال هذان ابناي و ابنا بنتي اللهم اني احبهما فاحبهما و احب من يحبهما ......

کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے۔ آپ ایک چیز کے اندر غالباً کپڑے میں لپٹے ہوتے تھے پس جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا حضور یہ کیا لپٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ چیز کھول دی (یعنی کپڑا ہٹایا) تو آپ کی دونوں بغلوں میں حسن حسین تھے آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو شخص ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر

....

....

عن انس قال سئل رسول الله صلى الله عليه

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

وسلم ای اهل بيتك
احب اليك قال الحسن
والحسين وكان يقول
لفاطمة ادعي لي ابني
فيشمهما ويضمهما اليه
(ترمذی ص ۵۴۰)

سوال ہوا کہ اہل بیت میں سے آپ
کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے
آپ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ۔ آپ ان
دونوں کو بلاتے جب وہ آپ کے
پاس آتے، آپ ان کے بدن کو
سونگھتے یعنی بوسہ دیتے اور گلے لگاتے

وقال عليه الصلوٰة
والسلام ان الحسن
والحسين هما ريحاناي
من الدنيا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے دو پھول
ہیں۔

وعن بريدة قال
والسلام حسين مني
وانا من حسين احب
الله من احب حسينا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ
سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت
کی اللہ اس سے محبت کرے۔

وعن بريدة قال
كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يخطبنا

حضرت بریدہ سے روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے
وعظ فرما رہے تھے کہ حضرت

اذا جاء الحسن و الحسين عليهما قميصان احمران يمشيان و يعثران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما و وضعهما بين يديه ثم قال صدق الله إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نظرت الى هذين الصبيين يمشيان و يعثران فلم اصبر حتى قطعت حديثى و رفعتهما

حسن اور حسین سرخ کرتے پہنے ہوئے آ گئے چلتے تھے اور گر پڑتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو منبر پر اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ یعنی آزمائش ہیں میں نے دیکھا کہ یہ دونوں بچے چلتے ہیں اور گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو قطع کیا اور ان دونوں کو اٹھایا۔

ترمذی ص۵۴۷

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

عن ام الفضل انها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله

ام فضل بنت حارث سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ

عليه و سلم انی رايت	میں نے آج رات بہت بُرا خواب
حلما منك الليلة قال	دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے میں
و ما هو قالت انهٗ شديد	نے کہا وہ بہت ڈراؤنا خواب ہے
قال و ما هو قالت	آپ نے فرمایا بتا تو سہی۔ میں نے کہا
رايت كان قطعة من	میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے
جسدك قطعت و	ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ
وضعت فی حجری	دیا گیا۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت
فقال رسول الله صلی	اچھا خواب دیکھا۔ ان شاء اللہ فاطمہ
الله عليه و سلم رايت	ایک لڑکا جنے گی جو سب سے
خيرا تلد فاطمة ان شاء	پہلے تیری گود میں آئے گا چنانچہ
الله غلاما يكون فی	حضرت فاطمہ رضؓ کے ہاں جب حضرت
حجرك فولدت فاطمة	حسین رضؓ پیدا ہوئے میں وہیں تھی۔
الحسين فكان فی حجری	سب سے پہلے میں نے حضرت
كما قال رسول الله صلی	حسین کو گود میں اٹھایا جیسا کہ حضور
الله عليه و سلم فدخلت	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر
يوما علی رسول الله	ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صلی الله عليه و سلم	کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

فوضعته في حجره ثم
كانت مني التفاتة فاذا
عينا رسول الله صلى الله
عليه وسلم تهريقان
الدموع قالت فقلت
يا نبي الله بابي انت
وامي مالك قال اتاني
جبريل عليه السلام
فاخبرني ان امتك
ستقتل ابني هذا
فقلت هذا قال نعم و
اتاني بتربة من تربة
حمراء

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

حضرت حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا
اور دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک
میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور
آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
اے اللہ کے پیارے نبی یہ کیا بات
ہے یعنی آپ کیوں رو رہے ہیں
آپ نے فرمایا ابھی جبریل میرے
پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتلایا
کہ عنقریب تیری امت تیرے اس
بیٹے کو قتل کر دے گی۔ میں نے عرض
کیا کہ اس بیٹے یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے
فرمایا ہاں۔ اور میرے پاس اس
جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں قتل
کیا جائے گا اور وہ سرخ مٹی تھی

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ
میرے گھر تشریف فرما تھے کہ اچانک
امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ
تشریف لائے، میں اس وقت دیکھ
رہی تھی کہ امام حسین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر کھیل رہے
ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
مبارک میں تھوڑی سی مٹی ہے اور
آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
اسی اثنا میں امام حسینؓ چلے گئے تو میں
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے
ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، یہ
کیا بات تھی جو میں نے دیکھی کہ آپ
کے دست مبارک میں تھوڑی سی
خاک تھی اور آپ آنسو بہا رہے تھے
تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے

امام حسینؓ کو اپنے سینہ مبارک پر کھیلتے دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے تھوڑی سی مٹی دے کر کہا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں حضرت امام حسین شہید ہوں گے، تو اس خبر کو سن کر میرے آنسو بھی جاری ہو گئے۔

عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمة و هی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رایت رسول الله صلی الله علیه و سلم فی المنام و علی راسه و لحیته التراب فقلت مالك یا رسول الله قال شهدت قتل حسین انفا

ترمذی نے سلمی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت سلمہ کے پاس گئی تو آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی مبارک خاک آلود ہو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا حضرت! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں

شہادتِ حسینؓ ابھی دیکھ کر آیا ہوں۔

عن ابن عباس انهٔ
قال رایت النبی صلی
الله علیه وسلم فیما
یری النائم ذات یوم
بنصف النهار اشعث
اغبر بیدہ قارورة
فیه دم فقلت بابی
انت و امی ماهذا قال
دم الحسین و اصحابه
لم ازل التقطهٗ منذ
الیوم فاحصی ذالك
الوقت فاجد قتل ذالك
الوقت

بیہقی نے دلائل میں ابن عباس
سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دوپہر
کے وقت دیکھا کہ آپ خاک آلود
تشریف لیے جارہے ہیں اور آپ
کے دستِ مبارک میں شیشی ہے
جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا،
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حسین
اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے
کہ میں آج تمام دن اسے جمع کرتا
رہا ہوں۔ ہم نے وہ دن شمار کیا تو
عین شہادت کا دن تھا......

یہ دن ...... ماہِ محرم جو کہ ہمارے سالِ نو کا پہلا مہینہ ہے۔ اس
کی دسویں کا دن ہے۔ اس دن کو یوم عاشورا کہتے ہیں، یہ دن بڑی

فضیلت کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح قلم، عرش و کرسی زمین و آسمان، چاند سورج اور ستارے پہاڑ اور دریا اسی دن پیدا فرمائے جبریل اور تمام فرشتے اسی دن پیدا ہوئے۔ حضرت آدم، ابراہیم اور عیسےٰ علیہم السلام اسی دن پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام جنت میں اسی دن داخل ہوئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب دشمنوں نے آگ میں ڈالا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ کہہ کر جلنے سے نجات دی اور آگ کو باغ بنایا، وہ یہی دن تھا۔

فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے بنی اسرائیل اور موسےٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے نجات اسی دن دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا اسی دن ملی۔ سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آسمان سے بارش اسی دن برسی اور قیامت اسی دن قائم ہوگی۔ (غنیہ)

یہ وہ دن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اس کو ساٹھ برس روزہ رکھنے کے برابر کا ثواب، دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب، دس ہزار شہیدوں کی شہادت

دس ہزار حاجیوں کے حج کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات عبادت میں گزار دی اسے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

اور جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، سر کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی اور ہر نیکی کے بدلے میں ایک درجہ بہشت میں بلند ہوگا اور جس نے اس دن کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اسے تمام امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو کھانا کھلانے کے برابر ثواب ملے گا۔

اور جس نے اپنے اہل و عیال کو عاشورہ کے دن پیٹ بھر کے اچھے سے اچھے کھانے کھلائے تمام سال اللہ تعالیٰ اس کی روزی فراخ کرے گا۔

اور جو شخص اس دن غسل کرے گا تمام سال تندرست رہے گا۔

یہ وہ دن ہے جس میں امام عالی مقام جناب امام حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک اور طول طویل ہے کوئی انسان اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے سولہ[16] آدمی شہید ہوئے اور ساتھیوں سمیت بہتر[72]۔

آپ کے نقش مبارک کی بے حرمتی کی گئی اور اس پر بارہ گھوڑے دوڑا کے اسے روندا گیا۔

شہید کرنے سے پہلے آپ کے سامنے مستورات کے خیمے کو آگ لگا دی گئی اور آپ کے دو صاحبزادے اصغر اکبر اور تمام ساتھی شہید کردیے گئے سب کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو سات دن تک دنیا سیاہ رہی۔ دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفرانی رہا۔ ستارے ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرتے رہے چھ مہینے تک برابر آسمان کے کنارے سرخ رہے۔

اور یہ بھی روایت میں ہے کہ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا اور یہ بھی ہے کہ جس دن آپ کی شہادت ہوئی۔ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو قیامت تک آپ کی مظلومیت پر روتے رہیں گے۔

حصہ اوّل

چھوٹا منہ بڑی بات

یعنی

مرزاجی کی زبان سے

حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

توہین آمیز کلمات

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبۂ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

انمول موتی

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سرّوریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

P3(42)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جونہی میں اپنے ایک جان پہچان کے مرزائی دوست کی دکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، حافظ صاحب! آپ کی کتاب "چھوٹا منہ بڑی بات" ابھی تک نہیں چھپی؟

"جی نہیں! ان شاء اللہ العزیز عنقریب چھپ جائے گی۔" میں نے جواباً کہا۔ میرا یہ جواب سن کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا، حضرت مرزا صاحب کے ایک مرید نے حضرت صاحب سے کہا کہ کل ایک آدمی نے میرے سامنے آپ کو بُرا بھلا کہا میرے جی میں آیا کہ اسے جان سے مار دوں اور صفحۂ ہستی سے مٹا دوں۔ اس پر حضرت صاحب نے اسے بازو سے پکڑا اور کمرے میں لے گئے اور الماری کا دروازہ کھول کر جو خطوط سے بھری ہوئی تھی دکھا کر فرمایا، دیکھا یہ سارے خطوط مجھے مخالفوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں جن میں سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں مگر میں نے جواباً گالیاں دینا تو کجا بُرا تک بھی نہیں مانا اور تو اس قدر بے صبر ہوا کہ اسے جان سے ہلاک کرنے پر تل آیا۔

یہ کہانی سنا کر اس نے مرزا جی کا ایک شعر پڑھا ؎

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

میں نے کہا، حضور! یہ باتیں انہیں سنائیں جنہوں نے مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں ان انمول موتیوں سے خوب واقف ہوں جو مرزا جی کے دہن اقدس سے نکلے ہیں۔ اس پر وہ دوست جی نہیں جی نہیں کی رٹ لگانے لگا اور میں وہاں سے چلتا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا، مشتے از خروارے مرزا جی کے منہ سے نکلے ہوئے چند انمول موتی اپنے دوست کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

مرزا جی اپنے ہم عصر علماء سے مخاطب ہیں:۔

"اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہ عوام کالانعام کو بھی پلایا [۲۱] بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار

خوار مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس...... اے اندھیرے کے کیڑو...... تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے ص۳۰۵ اے نادانو، احمقو، آنکھوں کے اندھو، مولویت کو بدنام کرنے والو...... یہودیوں کے لیے تو خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ (مولوی) خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو (ص۳۳۰ تا ص۳۳۱)

نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی...... نفاق زدہ ...... یہودی سیرت مولوی ذلیل ہو گئے قلوب ملعونہ (پھٹکارے ہوئے دل) (ص۲۴ انجام آتھم) اے بدبخت مفتریو! ص۳۲۴ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا ...... خدا نے مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا (انجام آتھم ص۳۲۲)

اے بے ایمانو! نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو! تمہاری...... ایسی تیسی ہے (مجموعہ اشتہارات مرزا ج۲ ص۶۹۰) بعض مولوی دنیا کے کتے (استفتا ر ص۱۲۸ روحانی خزائن جلد۱۲) کم بخت متعصب (سراج منیر ج۱۲ ص۸ روحانی خزائن) نابکار مولوی (تحفہ گولڑویہ ج۱۷ ص۹۴ روحانی خزائن) شریر کتوں کی طرح

تریاق القلوب ص ۳، ۴۶۳، ۱۲۸ ج ۱۵ روحانی خزائن) دنیا پرست ..... فطرتی بدذات، سیاہ دل اور شریر مولوی (ضیاء الحق ص ۲۸۵/۴۷ جلد ۹) اسے شریر مولویو اور ان کے چیلو غزنی کے ناپاک سکھو! (حوالہ مذکور ص ۲۹۱/۴۳) اسے نادانو اور سفیہو! (نور الحق ص ۲۵۳/۲۵۵ جلد ۸) بے ایمان اور اندھے مولوی ص ۳۰۶ تقوے اور دیانت سے دور (ص ۳۰۷ انجام آتھم)

مولانا ثناء اللہ مرحوم کو گالیاں

"ابوجہل (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۵۸) کفن فروش ..... سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا ..... کتوں سے بدتر ... بے وجہ بھونکتا ہے ص ۱۳۲/۲۴ مچھر، بچھو، غول (بھتنا) ص ۱۹۵/۴۴ بکواس کرتا ہے ص ۱۵۶ مولوی ثناء اللہ پر دس لعنتیں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت تلک عشرۃ کاملہ یہ پوری دس ہوئیں اعجاز احمدی ص ۱۴۹/۳۸ روحانی خزائن جلد ۱۹ کتے مردار خوار ص ۲۵ ضمیمہ انجام آتھم)

مولانا سعد اللہ مرحوم کو گالیاں

لعین، فاسق، شیطان، ملعون، سفیہوں کا نطفہ، بدگو، خبیث،

مفسد، منحوس، متکبر، تیرالنفس خبیث گھوڑا ہے، زانیہ کے بیٹے، نامراد خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی (ص ۴۴ / ۴۴۶ حقیقۃ الوحی) شیطان فطرت، نادان، عدوالدین (دین کا دشمن) ص ۲۷ / ۲۶ انوار الاسلام جلد ۹، روحانی خزائن) ہندو زادہ، شقی، خبیث طینت، فاسد القلب فطرتی خبیث، محض جاہل، ہندو زادہ بدفطرت، نامراد، ذلیل، رسوا رہے گا"
(ص ۵۹ / ۵۹ انجام آتھم)

مولانا محمد حسین بٹالوی کو گالیاں

"ظالم یعنی محمد حسین اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا شیخ بے ادب، تیز مزاج نے سراسر ظلم اور ناحق پسندی کی خصلت ظاہر کی ص ۳۲۷ / ۸۶ شرم، شرم، شرم..... زاژخا (بکواسی) بے ہودہ ص ۳۲۰ / ۸۳ کمینہ، شرارتی، بدزبان، مفتری، جھوٹا، پلید، بے حیا، گندہ زباں، سفلہ (کمینہ) سراسر حیا اور تہذیب کا مخالف ص ۳۲۷ / ۱۳۴ روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب) بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ حضرت مسیح موعود کے ہم عمر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر حضرت اقدس مرزا جی کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور بروز (یعنی مرزا جی) کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں

ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔" (الفضل ۲؍ نومبر ۱۹۲۲ء بیان مرزا محمود)

مولانا عبدالحق غزنوی کو گالیاں

اُسے بدذات یہودی صفت..... اسے خبیث۔ تجھ کو لعنت کھا گئی ص ۳۲۹ / ۵
جھوٹ کی جو نجاست پادریوں نے کھائی عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہی نجاست کھائی ص ۲۹ / ۵ اس زمانے کے ظالم مولوی ...... خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔ ان کے منہ خدا کی لعنتوں کے لاکھ جوتے پڑیں ص ۳۴ / ۴ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں..... سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے (ص ۳۴۲ / ۵۸) نہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا... کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق کر دیا ص ۳۴۲ / ۵۸ اے کسی جنگل کے وحشی ص ۳۴۳ / ۹ اے اسلام کی عار مولویو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے (ص ۳۴۲ / ۸) اے پلید دجال..... تعصب کے

غبار نے تجھے اندھا کر دیا ص ۲۳/۴۶ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں ص ۳۰۹/۲۵ اب عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیئے کہ اس کا وہ مباہلے کی برکت کا بیٹا کہاں گیا اندر ہی اندر تحلیل پا گیا (یعنی حل ہو گیا) یا پھر رجعت قہقری (واپس ہو کر) نطفہ بن گیا ص ۳۱۱/۲۷ اب تک تو اس کی بیوی کے پیٹ سے چوہا بھی پیدا نہیں ہوا (ص ۳۱۷/۳۲ انجام آتھم تصنیف مرزا جی)

اب ہم عبدالحق کی طرف رجوع کرتے ہیں ص ۲۰۴/۹۲ یہ تیری حماقت اے کلب العناد (ضدی کتے) اے نادان ص ۲۰۶/۵۹ خدا نے تیرا منہ کالا کیا ص ۲۰۵/۴۶ بجواس مستکر ص ۲۰۷/۴۶ اے شریر، اے غزنی کے بندر ص ۲۱۱/۴۹ تو کتوں کی طرح ہے ص ۲۱۱/۲۷ فطرت کا عجمی (اجڈ) دل کا سفیہ (کمینہ) بہت بک بک کرنے والا ص ۲۱۴/۴۳ ان پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام نیک مردوں کی لعنت اور یہ آسمانوں کے نیچے بدترین خلائق ہیں اگرچہ اپنے تئیں مولوی کر کے پکاریں ص ۲۱۷/۴۶ اے جنگلی شیطان، اے دجال ص ۲۱۹/۴۸ اے کذاب ..... اے احمقوں کے فضلے (پاخانے) ص ۲۲۰/۴۹ تو نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی زبان درازی ...... اے دیو (شیطان) ص ۲۳۲/۹۱ میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا اور تو تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز نکالتا ہے اور تو نے بدکار عورتوں کی طرح رقص (ناچ) کیا۔ تو سب سے بڑا فاسق (بدمعاش) ہے ص ۲۳۵/۹۵ کتا دانت پیسنے والا (ص ۲۳۶/۹۵) اے مردار

کے کتے ص۲۳۹/۹۷ لئیم (کمینہ) بدگو۔ بدخو، ابلیس، لعینوں کا وارث۔ شقی، چمگادڑ کی طرح اندھا ص۲۴۰/۹۹ کتوں کی طرح بھونکنے والا ص۱۰۲ روحانی خزائن جلد ۱۲ حجۃ اللہ۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں

"کذاب (بڑا جھوٹا) خبیث۔ بچھو کی طرح نیش زن (ڈنک چلانے والا) اے گولڑہ کی سرزمین تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی۔ کمینہ، فرومایہ، گمراہی کا شیخ، سیاہ دل، دیو، بدبخت جھوٹا ص۱۸۸/۱۹ بکواسی اس کی پلید کتاب (سیف چشتیائی) گویا پاخانہ ہے (اعجاز احمدی ص۱۹۲/۱۹ج

مر گیا بدبخت اپنے وار سے — کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی — کم کرو اب ناز اس مردار سے

(روحانی خزائن ص۶۰۲/۱۸ج)

اے نادان۔۔۔۔ ان لعنتوں کو کیوں آپ نے ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپ کی نذر ہوئیں۔۔۔۔ بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت (منٹ) میں سیاہ ہو جاتا ہے ص۴۴/۶۲ یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل بے حیا ص۴۱/۶۲ اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس چوری کا راز کھلنے سے مر جاتا۔۔۔۔ شوخ بے حیا ص۲۲۵/۶۷ تو نے کفن دزدوں کی طرح ناقابل شرم چوری کی نہ صرف چور بلکہ کذاب

دبڑا جھوٹا بھی..... اس نے جھوٹ کی نجاست کھاکر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی ص۴۲۵ (روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح)

شیعہ عالم کو گالیاں

"جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیو کھوئی آنکھ والا ایک چشم ج ۱۹ روحانی خزائن اعجاز احمدی ص۱۸۶ تصنیف مرزاجی۔ خبردار شیخ ضال نجفیئے تبلیغ رسالت ص۲۱

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

عیسائیوں کا مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس کا نام پولس تھا (ص۵ اشتہار تیتقنا لوحی اللہ النقاد)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

"یہ شخص درحقیقت سیاہ دل جاہل ناحق شناس ظالم پنڈت، نالائق، یاوہ گو، بدزبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود بیں، نفسانی اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی، نااہل ص۹ ___ ست بچن تصنیف مرزاجی

دبڑا جھوٹا ہی..... اس نے جھوٹ کی نجاست کھاکر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی ہے ۴۴۸ (روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح)

شیعہ عالم کو گالیاں

"جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیکھو آنکھ والا ایک چشم ج ۱۹ روحانی خزائن اعجاز احمدی ۱۸۶ تصنیف مرزاجی۔ خبردار شیخ ضال نجفیہ تبلیغ رسالت ۲۱

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

عیسائیوں کا مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس کا نام پولس تھا (ص ۵ اشتہار تینقنا وحی اللہ الغاد)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

"یہ شخص درحقیقت سیاہ دل جاہل ناحق شناس ظالم پنڈت، نالائق، یاوہ گو، بدزبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود بیں، نفسانی اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی، نااہل ص ۹ ـــ ست بچن تصنیف مرزاجی

آریوں کے پرمیشر کو گالیاں

بدنصیب پرمیشر ۲۹ دیانند کی گواہی سے ثابت ہوگیا کہ پرمیشر کبھی رام چندر بنا کبھی کرشن کبھی مچھ ایک مرتبہ خوک یعنی سؤر بن گیا ۱۹ شحنہ حق تصنیف مرزا

سوامی جی کو گالیاں

گندہ نامعقول ۲ دیانندی نریب ۴۷ دیانند ستیارتھ پرکاش میں اپنے بدبو دار جہالت کا گند چھوڑ گیا ۴۲ کتاب شحنہ حق

عام آریہ کو گالیاں

" کنجر ولدالزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر شرم باقی نہ رہی ۴۹ آریوں کے حق میں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت۔" (۵۰ حوالہ مذکور بالا)

مخصوص گالیاں

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (روحانی خزائن جلد ۹ انوار اسلام ۳۱ تصنیف مرزا جی

بے شک ہمارے دشمن جنگلوں کے سوئر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ نجم الہدیٰ ص۵۳ روحانی خزائن جلد ۱۴ تصنیف مرزاجی۔

"میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے" (روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷ تصنیف مرزاجی۔

مرزائی احباب اکثر کہا کرتے ہیں کہ مرزاجی نے جو کچھ گالیاں دی ہیں، جواباً دی ہیں لیکن یہ کہنا غلط ہے اور اگر بالفرض مخالفوں کی طرف سے گالیاں دی بھی گئی تھیں تو اُن کا یہ دعوےٰ تو نہیں تھا کہ ہم نبی یا رسول ہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لبوں پر رحمت جاری کر دی ہے اور ہم جو کلام کرتے ہیں وہ گویا انمول موتی ہیں یا یہ کہ ہم اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ مگر مرزاجی لکھتے ہیں:-

"خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزاجی) کو تہذیب اور اخلاق کے ساتھ بھیجا ص $\frac{۴۲۶}{۳۶}$ روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین تصنیف مرزا

"خدا کی طرف سے میرے (یعنی مرزاجی) لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے میرا قول (یعنی بولنا) اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں ص $\frac{۲۳۹}{۹۸}$ حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ تصنیف مرزاجی

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا" ملفوظ مرزا جی مندرجہ منظور الٰہی مطبوعہ قادیان بروایت مولوی عبدالکریم قادیانی ص۱۹۸

؎ گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
(شعر مرزا جی مندرجہ درثمین اردو مطبوعہ ربوہ اور آئینہ کمالات اسلام ص۲۴۵)

یہ تو ابھی مرزا جی کے جوش میں رحم ہے اور غیظ گھٹا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا جی کو رسول بنا کر تہذیب اور اخلاق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور مرزا جی کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا ہے اور مرزا جی اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا جی کے لبوں پر رحمت جاری فرمادی ہے اور مرزا جی گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔

ناظرین کرام! اگر وہ تمام گالیاں جو مرزا جی نے بزرگان قوم اور اپنے ہم عصر علماء کو دی ہیں یک جا جمع کر دی جائیں تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بطور نمونہ تھوڑی سی تحریر کر دی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا جی میں برداشت کا مادہ

بکلّی مفقود تھا اور اس نعمت سے بالکل محروم تھے ذرا سی بات سن کے اس قدر مغلوب الغضب ہو جاتے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا مرزا جی کے واسطے ایک معمولی بات تھی۔

ایک دفعہ ایک آریہ نے کہا کہ "مرزا جی کوڑی کوڑی کو لاچار ہے" اس بات سے اس قدر آپے سے باہر ہوئے کہ غیظ و غضب کی حد نہ رہی اور فرمانے لگے کہ:

"حیرت ہے لالہ صاحب کو ہمارے قرض کی فکر کیوں پڑ گئی۔ ایک قوم ہند و جاٹ ہے اکثر ان کی عادت ہے کہ جب وہ اپنی لڑکی کا ناطہ کسی جگہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے چپکے چپکے اس گاؤں چلے جاتے ہیں جہاں اپنی دختر کی نسبت کا ارادہ ہوتا ہے تب اس گاؤں میں پہنچ کر پٹواری کی کھیوٹ اور گرداوری اور روزنامچہ سے دریافت کر لیتے ہیں کہ اس شخص کی کتنی زمین ہے پڑتال کے بعد اپنی دختر دیتے ہیں لیکن اس جگہ تو ان امور میں سے کوئی بات نہیں" (روحانی خزائن جلد ۲ شحنہ حق صفحہ ۳۴۴/۱۸ تصنیف مرزا جی)

آریہ کا یہ کہنا کہ مرزا جی کوڑی کوڑی کو لاچار ہے اور مرزا جی کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ تمہیں میرے مقروض ہونے کا کیوں فکر ہے۔ ایک ہندو جاٹ قوم ہے جو اچھا کھاتا پیتا گھر تلاش کر کے اپنی دختر کا ناطہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ سوال از آسمان جواب از ریسماں —— بھلا کون ہیں جو اپنی

دختر کے واسطے کھاتا پیتا گھر نہیں تلاش کرتے اور چاہتے ہیں کہ اپنی لڑکی کا رشتہ ایسی جگہ کریں جن کے ہاں صبح کے وقت کھانے کو میسر ہو تو شام کو بھوکے سوئیں اور شام کے وقت کھانے کو ملے تو دن کو روزہ سے۔ اور روپیہ ہو تو کرتہ نہ ہو اور اگر کرتہ ہو تو جوتا ندارد۔

خود مرزا جی نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے ساتھ کیا تھا اور حق مہر ۵۶ ہزار روپیہ مقرر ہوا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ (بحوالہ سیرۃ المہدی جلد ۱۲ صفحہ ۵۴)

میں عرض کر رہا تھا کہ مرزا جی میں یہ کمزوری تھی کہ جب جوش میں آتے تو ہوش بالائے طاق رہ جاتا۔ اسی طرح ایک آریہ ہندو نے اسلام کے اس حکم پر کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو وہ عقد ثانی کر لے یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اعتراض کیا تو جناب مرزا جی نے حسب ذیل نظم کہہ ڈالی۔

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پہ یہ شیدا ہیں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ سخت خبث اور نابکاری ہے

نطفہ ناقص ہونے کی صورت میں اپنی بیوی کو غیر مرد سے حاملہ کرانے کا نام رسم نیوگ ہے۔ اور یہ آریہ دھرم میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (العیاذ باللہ)

غیر کے سامنے جو کہ سوتی ہے وہ نہ بیوی زن بازاری ہے
ہے وہ چنڈال ڈشٹ اور پاپی جفت اسکی کوئی چھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بیچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں انکی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کیلئے سر بازار اس کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جورو کی حق گزاری ہے
تا کہ کروا ئیں پھر اسے گندی پاک ہونے کی انتظاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بیچاری ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۰ آریہ دھرم ص۴۲ تصنیف مرزا جی)

اس میں شک نہیں کہ عقد ثانی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کا دوسرا نکاح کر دیا جائے بشرطیکہ عورت جوان ہو اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسم نیوگ بہت ہی بری رسم ہے لیکن گندگی گندے اور ناپاک پانی سے نہیں دھوئی جاتی اس کے لیے پاک

اور صاف پانی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص پیشاب آلودہ کپڑے کو پیشاب ہی سے دھونے اور پاک کرنے لگے تو کیونکر پاک ہوگا۔

اس آریہ کو اچھے الفاظ سے بھی جواب دیا جا سکتا تھا کیونکہ مخالف کو حسنِ اخلاق سے مہذبانہ الفاظ کے ساتھ بہتر انداز پر جواب دے کر ہی قائل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (سورہ نحل پ ۱۴)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلایئے حکمت اور اچھی نصیحت یعنی دانائی اور سنجیدہ الفاظ سے تبلیغ کیجئے اور اگر جھگڑے اور بحث کی نوبت پیدا ہو جائے تو اپنے حریف اور مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے۔ در خواہ مخواہ دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

مگر مرزا جی کے دامن اخلاق میں ان الفاظ کے سوا اور تھا ہی کیا؟ کیوں کہ آخر خدا کا نبی جو ہوا (معاذ اللہ) اور پھر لطف یہ کہ جواب بھی اشعار میں جو فی نفسہ شان نبوت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ (سورہ یسین پ ۲۳)

ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ شعر گوئی کا علم سکھایا اور

نہ ہی آپ کے شایان شان ہے کہ شعر کہتے پھریں

ناظرین کرام! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مرزاجی نے جو گالیاں دی ہیں یہ ان کی عادت تھی نہ کہ جواباً۔ اور اگر بقول مرزائی احباب جواباً بھی دی ہیں تو بھی مرزاجی کو زیبا نہ تھا کہ جواباً گالیاں دیں کیوں کہ ان کا دعوےٰ بقول ان کے بہت بلند تھا لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے مرزاجی کا کیا بگاڑا تھا کہ انہیں بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ مرزاجی لکھتے ہیں:۔

کربلا ئیست سیر ہر آنم !
صد حسین است در گریبانم

یعنی کربلا ہر وقت میری سیرگاہ ہے۔ سو حسین میری آستین میں پوشیدہ ہے۔ (درثمین فارسی دیوان مرزاجی)

یہ تو بتلاؤ کہ اس (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا ص$\frac{۱۸۰}{۶۸}$۔ میں (مرزاجی) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (یعنی سیّد حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں) دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے ص$\frac{۱۹۳}{۸۱}$ اسے (یعنی حسین کو) مجھ (مرزاجی) سے کچھ زیادت (فضیلت) نہیں ص$\frac{۱۹۳}{۸۱}$۔ مجھ (مرزاجی) میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے (مرزاجی) تو ہر وقت مدد مل رہی ہے اور خدا کی تائید

مگر حسین تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو ص١٨١
تم نے اس کشتہ (یعنی حسین) سے نجات چاہی جو ناامیدی میں مرگیا ص١٩٣
تم نے خدا کے مجد اور جلال کو بھلا دیا ہے اور تمہارا ورد صرف حسین ہے پس
یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ کا ڈھیر ہے
ص١٩٤ پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت
کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا ص٢٢٥
(شاید مرزا جی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے ۔ مؤلف)
قرآن شریف نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے بیٹے ہونے کا حق بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں (شاید مرزا جی کے
نام کی سورہ نازل ہوئی ہوگی ۔ان (یعنی امام حسینؓ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے ص٢٢٣، ٢٢٤ روحانی
خزائن جلد ١٨ تصنیف مرزا جی۔

(پھر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت بڑی غلطی ہوئی جو یہ فرمایا۔
هٰذَانِ اِبْنَایَ (حسن اور حسینؓ میرے بیٹے ہیں۔) نعوذ باللہ من ذلک۔
علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب صواعق محرقہ کے ص١٨٨ پر لکھتے ہیں؛
"قیامت کے دن اعلان ہوگا غضوا ابصارکم حتی تجوز
فاطمۃ الزھراء (سب اپنی آنکھیں بند کریں کیونکہ فاطمۃ الزہرا کی

کی سواری گزر رہی ہے۔

مرزا جی لکھتے ہیں :۔

"ایک دفعہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا اچانک سامنے آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ یہ پنج تن پاک ہیں یعنی علی کرم اللہ وجہہ ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہراء نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۹ ، ص۵۵۰)

مرزا جی لکھتے ہیں :۔

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اور اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (یعنی مرزا جی) تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔" (ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص۱۴۲ مطبوعہ ربوہ)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا پنیر کھا لیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

بیانِ مرزا جی بروایت مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی۔ اخبار الفضل

۷۔ اس کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔
۸۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔
۹۔ ان کی بغیر باپ کے معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے خود پیدا ہو جاتے ہیں۔
۱۰۔ وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔
۱۱۔ گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔
۱۲۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔
۱۳۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔
۱۴۔ آپ علمی عملی قوتوں میں بہت کچے تھے۔
۱۵۔ آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔
۱۶۔ ایک نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔
۱۷۔ آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

ناظرین کرام مرزا جی نے جو انمول موتی بکھیرے ہیں انہیں معلوم کرنے کے بعد مرزا جی کی ایک نصیحت بھی ملاحظہ فرمادیں، جو اپنی ایک تقریر میں فرمائی تھی:۔

"ایک شخص کو کتے نے کاٹا۔ اس کی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کتا پن نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کتا پن کی مثال صادق آئے گی"

(تقریر مرزا جی مندرجہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

مرزا جی کا کہنا ہے:۔

"کسی شخص کو جاہل نادان، دنیا پرست، مکار، فریبی، گنوار، متکبر، وغیرہ الفاظ کہنے والا شریفوں اور منصفوں کے اور نیک سرشت لوگوں کے نزدیک گندہ طبع اور بدزبان ہوتا ہے" (مفہوم اشتہار مرزا جی ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء)

(مندرجہ مجموعہ اشتہارات مرزا جی جلد ۲ ص۱۴۶)

مرزا جی کی کتاب روحانی خزائن جلد ۸ نورالحق حصہ اول کے ص۱۵۸ کی آخری چار سطریں اور ص۱۵۹ سے ص۱۶۲ کے ختم تک اوکاڑہ کے مرزائیوں میں سے کوئی مرزائی باآواز بلند سپیکر پر کھلی مجلس میں جہاں احمدی اور غیر احمدی احباب موجود ہوں یا اپنی مسجد میں بروز جمعہ بعد نماز جمعہ یا اوکاڑہ کے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر پڑھ کے سنادے تو میں بیس روپے نقد انعام دونگا۔

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ آخر ان صفحات پر کیا لکھا ہوا ہے

توگزارش ہے کہ صرف لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت جس کا شمار ایک ہزار تک ہے، کے سوا کچھ بھی نہیں۔

میرے دوست نے مجھے مرزا جی کا ایک شعر سنایا تھا۔ میں بھی اپنے اس رسالہ "انمول موتی" کو مرزا جی کے ایک لاجواب اور انمول شعر پر ختم کرتا ہوں۔

مرزا جی اپنے مخالفوں سے مخاطب ہیں:۔

بن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روبہ کوئی ہے خنزیر اور کوئی ہے مار

درثمین اردو ص۹۷

نوٹ:۔ مذکورہ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو، فی حوالہ دس روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

حافظ عبدالرحمٰن عفی عنہ

اوکاڑہ ۴۰/R-۳۰

دس ہزار روپے کا

نقد انعام

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ (پ۶ ع)

اور نہیں قتل کیا انہوں (یعنی یہودیوں) نے اسے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقیناً بلکہ اٹھالیا۔ اللہ نے اسے اپنی طرف اللہ ہے زبردست اور حکمت والا۔

مرزائی احباب وفات مسیح (علیہ السلام) پر بہت زور دیتے ہیں۔ کیونکہ مرزا جی کی مسیحیت کے راستے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سد سکندری بنی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں میرے حجرے (اقدس) کے اندر بنے گی جیساکہ احادیث ذیل سے ثابت ہے۔ ۱؎ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ وَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ ۲؎ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی اَنْ اَعِیْشَ بَعْدَكَ فَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰی جَنْبِكَ فَقَالَ اَنّٰی لِیْ بِذٰلِكَ مِنْ مَوْضِعٍ مَا فِیْهِ اِلَّا مَوْضِعُ قَبْرِیْ وَقَبْرِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ

عُمَرَ وَقَبْرِ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ۳؎ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ يُدْفَنُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَيَكُوْنُ قَبْرُهٗ رَابِعًا ۴؎ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ ۵؎ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ۔

ترجمہ نمبر ۱ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نازل ہو گا عیسیٰ ابن مریم زمین پر اور کرے گا بیوی (کیونکہ وہ کنوارے آسمان پر اٹھائے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ اُسے اولاد عطا فرمادیں گے اور رہیں گے زمین پر پینتالیس برس، پھر مریں گے اور دفن ہوں گے۔ میرے روضہ (اقدس) میں پھر قیامت کے دن اُٹھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان سے مشکوٰۃ باب نزول مسیح صفحہ ۴۸، نمبر ۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا۔ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہوں۔ تو آپ

نے فرمایا میں اس کی بھلا کیسے اجازت دے سکتا ہوں یہاں صرف میری قبر اور ابوبکر عمر کی قبر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر مقدر ہے۔ ابن عساکر کنز ص ۲۶۸ ج ۷
نمبر ۳ عبداللہ بن سلام بیان فرماتے تھے کہ عیسیٰ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو جان نثار یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس دفن ہوں گے اور اس لحاظ سے ان کی قبر چوتھی ہوگی (درمنثور ص ۲۴۵ ج ۲
نمبر ۴ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ توراۃ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہوں گے۔ درمنثور ص ۲۴۵ ج ۲
نمبر ۵ فرمایا ابومودود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ بچی ہوئی ہے۔ مرقات ص ج

ان احادیث کی صحت پر مرزا جی نے بھی دست خط فرما دیئے ہیں۔
نمبر ا اور اس پر چودہ سو سال سے مسلمانوں کا کلی اتفاق بھی ہے۔ کہ روضہ اقدس میں چوتھی قبر کی جگہ بچی ہوئی ہے۔ آخر وہاں کیوں کسی کو دفن نہیں کیا گیا؟ وجہ ظاہر ہے کہ وہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے چھوڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کس کا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں دفن ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تو اجازت بھی چاہی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کا عذر فرما کر

جواب نفی میں دیا جیساکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ فیصلہ یہی ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ امتِ مسلمہ کے اجماع کے بعد انکار کی کیا گنجائش مزید برآں جبکہ مرزاجی نے بھی تصدیق فرمادی لیکن بعد میں مرزاجی اپنی مسیحیت کی راہ ہموار کرنے کے واسطے اس بارے میں جو گرگٹ کی طرح مختلف رنگ اور پینترے بدلے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ مرزاجی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے۔ نمبر۲ اور مرزاجی نے تغییر علیؑ ملنے کے بعد نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصلاح خلق کے پیشِ نظر باطل عقائد اور خیالات کی بیخ کنی کے سلسلہ میں ۱۸۸۴ء میں براہین احمدیہ لکھی۔ نمبر۴ اور اسی کتاب کے اندر قرآن شریف کی روشنی میں ایک آیت سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ نمبر۵۔ پھر اس کے بارہ سال بعد یعنی ۱۸۹۶ء تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ نمبر۶ مرزاجی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی ہے۔ حساب لگالیں بات ظاہر ہے کہ ستر سالہ زندگی کے دوران ۵۸ سال تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے اور صرف آخر کے بارہ سال خود عیسیٰ ابن مریم بننے کی غرض سے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا۔ نمبر۷ اور پھر

۱۹۰۸ء ۲۵ مئی تک اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ مسیح مرچکا ہے۔ اور پھر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود دست اور قے، نمبر۸ یعنی مرض ہیضہ سے بروز منگل جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ نمبر۹ پھر لطف یہ کہ جب حیاتِ عیسٰی کا عقیدہ بدلا تو فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ نمبر۱۰ پھر پانچ ماہ بعد لکھا کہ ایک سو پچیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ نمبر۱۱ پھر چار سال بعد لکھا کہ ایک سو ترپن سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ نمبر۱۲ اسی طرح قبر کے متعلق لکھا کہ مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں ہے۔ نمبر۱۳ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر بیت المقدس میں ہے۔ نمبر۱۴ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔ نمبر۱۵ اگرچہ مرزا جی پر قبر مسیح کا معاملہ پھر مشتبہ ہوا۔ اور اپنے مرنے سے گیارہ دن پہلے لکھا کہ مسیح کی قبر مدینہ منورہ کے قریب وادی عقیق میں ہے۔ نمبر۱۶ لیکن مرزائی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں۔ جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔

جس طرح میں نے ایک نہیں بلکہ پانچ روایتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر بنے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی احباب صرف اور

صرف ایک حدیث ہی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ اور ان کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔ تو میں

دس ہزار

روپے نقد انعام دوں گا۔ اور اپنی تمام کتابیں جلا کر مرزائیت قبول کر لوں گا۔ **فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا**۔ اور اگر پیش نہ کر سکو۔ اور کر بھی ہرگز نہ سکو گے) تو پھر میری مخلصانہ درخواست ہے کہ اپنے خیالات اور عقائد پر از سر نو نظر ثانی کریں۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات ۔ (نوٹ) اگر مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر چوتھی قبر بن چکی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور اگر ابھی چوتھی قبر نہیں بنی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً زندہ ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا تھا۔ ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے۔ (در منثور ص ۳۶ ج ۲)

حافظ عبد الرحمٰن

۴۰/۳۰R ضلع اوکاڑہ

ع۱ روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام صـــ تصنیف مرزا جی۔
ص۱۶ ج۱۹ کشتی نوح تصنیف مرزا جی۔
ع۲ روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریہ ص۱۷۷ تصنیف مرزا جی۔
ع۳ تذکرہ یعنی مکاشفات مرزا جی ص۲۰
ع۴ آخر کتاب روحانی جلد ۲ سرمہ چشم آریہ۔ تصنیف مرزا جی۔
ع۵ روحانی خزائن جلد ۱ ص۵۹۳ اور ص۶۰۱ تصنیف مرزا جی۔
ع۶-۷ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص۱۱۳ اعجاز احمدی تصنیف مرزا جی۔
ع۸ سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت ۱۲ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد۔
ع۹ خود نوشت میر ناصر مرزا جی کا خسر ص۱۴
ع۱۰ روحانی خزائن جلد ۱۰ ص۳۰۲ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۱ روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب ص۴۹۹ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۲ روحانی خزائن جلد ۲۰ تذکرۃ الشہادتین ص۲۹ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۳ روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوھام ص۳۵۳ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۴ روحانی خزائن جلد ۸ اتمام الحجہ ص۲۹۶ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۵ روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح ص۱۶ تصنیف مرزا جی۔
ع۱۶ روحانی خزائن جلد ۲۳ چشمہ معرفت ص۲۱۶ تصنیف مرزا جی۔

(کتبہ: محمد ارشد سلیم دارالقلم سیالکوٹ)

مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہ ہونے والے
کُل مُسلمان مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کے
نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں بحوالہ مرزا
صاحب کی کُتب اور لٹریچر جماعت احمدیہ

تکفیرِ مُسلم

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ
مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور
فون: ۸۴۴۷۶۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِس مختصر سے پمفلٹ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اکابرِ جماعت احمدیہ کی کتب سے وہ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس مسلمان (غیر مرزائی) نے نہ مرزائیت اختیار کی۔ اور نہ ہی مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہوا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ آپ اس پمفلٹ میں پڑھ لیں گے۔ چونکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ مرزائی دلائل و براہین کی رو سے شکست کھا چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنے فریب میں لانے کے واسطے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہی قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ جو تم پڑھتے ہو۔ اور وہی کلمہ ہمارا ہے۔ جو تم سب مسلمانوں کا ہے باوجود اس کے معلوم نہیں۔ کہ تمہارے مولوی ہمیں (مرزائیوں کو) کافر کیوں کہتے ہیں؟ چنانچہ یہ سوال اکثر مرزائی عام مسلمانوں سے اس کثرت سے کرتے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں کا مطالعہ صرف محدود ہی نہیں۔ بلکہ مفقود ہے۔ اور قریب قریب اکثریت کا یہی حال ہے وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل وہی سوال جو ایک مرزائی عام مسلمانوں سے کرتا ہے وہ ہم سے آکر کرتے ہیں۔ سو اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی۔ دوسرا الزامی۔ تحقیقی جواب انشاء اللہ العزیز عنقریب چھپ کر آپ تک پہنچ جائے گا۔ رہا الزامی وہ یہ ہے۔ کہ ہم بھی آخر قرآن شریف

پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ اور ہمارا بھی وہی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے جسے بظاہر سب مرزائی پڑھتے ہیں۔ اور پورے ارکانِ اسلام پر ہم (غیر مرزائی) مرزائیوں سے پہلے ہی سے کاربند ہیں۔ تو ہم غلام احمد اور اکابر جماعت احمدیہ کے نزدیک کیوں کافر ہیں۔ آخر ہمارے کفر کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہم کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں پڑھتے؟ یا ہم اہل قبلہ نہیں ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ ہماری نماز جنازہ حرام قرار دی۔ اور ہمیں لڑکی کا رشتہ دینے والے احمدی کو جماعت سے علیحدہ کیا۔ اس سوال کے جواب سے پوری امت مرزائیہ عاجز ہے۔ لیکن جلدی سے کہہ دیتے ہیں۔ جناب ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ البتہ مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ نے صرف ان علماء اور عوام کو جنہوں نے خود پہلے جناب مرزا صاحب کو کاذب جانا اور جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے۔ کافر کہا۔ نہ کہ تمام علماء اور سب مسلمانوں کو۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ تک نہیں۔ مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کے نزدیک صرف وہی کافر نہیں۔ جسنے مرزا صاحب کو کاذب اور جماعت احمدیہ کو کافر کہا۔ بلکہ وہ بھی کافر ہے جو مرزا صاحب کو دل میں بھی سچا جانتا ہے اور زبان سے بھی سچے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ مگر بیعت میں شامل نہیں۔ بلکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نزدیک کل مسلمان جو مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج

ہیں۔ خواہ کسی نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا جس نے مرزا صاحب کا نام تک نہیں سنا۔ اس نے مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ کو کافر کہا ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی (غیر مرزائی) مرزا صاحب کو کافر جانے یا مسلمان جب تک بیعت میں شامل نہ ہو۔ مرزائیوں کے نزدیک وہ مسلمان نہیں۔ چنانچہ چند عبارتیں مرزا صاحب اور اکابر جماعتِ احمدیہ کی کتب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمادیں۔ عبدالرحمن

گالیاں

نمبر۱ "میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے"

آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۴۷/۵۴۸ تصنیف جناب مرزا صاحب

نمبر۲ اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔ انوار اسلام ص۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۹ ص۳۱

نمبر۳ بلاشک ہمارے دشمن جنگلوں کے سؤر ہیں۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ نجم الہدیٰ ص۵۳ روحانی خزائن جلد ۱۴ تصنیف مرزا صاحب

فتویٰ کفر

نمبر۱ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں۔ بحوالہ تذکرہ مجموعہ الہامات و مکاشفات جناب مرزا صاحب ص۶۰۰ حقیقۃ الوحی ص ۱۶۷/۱۶۳

۲ مجھے الہام ہوا۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ بحوالہ کلمۃ الفصل صـ۳۹ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے

۳ جو شخص میرا مخالف ہے۔ وہ عیسائی۔ یہودی۔ مشرک ہے۔
روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح صـ۳۸۲ تصنیف جناب مرزا صاحب۔

۴ ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔
بحوالہ کلمۃ الفصل صـ۲۰ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی، اے

۵ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ اور نہ صرف یہ اطلاع دی۔ بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسری بات یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمتِ الٰہی کا دروازہ بند ہے
الکلمۃ الفصل صـ۳۵ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے

۶ چوں دورِ خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند

۷ انجام آتھم صـ۶۲ تذکرہ صـ۱۶۳/۲۳۶ تصنیف مرزا جی

اس الہامی شعر میں (یہ شعر مرزا صاحب کا ہے) اللہ تعالیٰ نے کفر واسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا۔ انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے۔ کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔ الکلمۃ الفصل ص۵۳

معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا۔ کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ کلمۃ الفصل ص۳۶

پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہکر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسبِ حکمِ الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ جانتے تھے۔

بحوالہ کلمۃ الفصل ص۳۷

۷ "آپ (یعنی مرزا صاحب) کے مبعوث کئے جانے کی یہ غرض نہ تھی۔ کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھیں اور بس۔ بلکہ یہ تھی۔ کہ آپ کو قبول کریں۔ اور آپ مسلمان را مسلماں باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہوجاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا۔ کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا"

بحوالہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء

۸ "آپ نے یعنی مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے ارشاد میاں محمود احمد صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴ اپریل ۱۹۱۱ء

۹ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

بحوالہ آئینہ صداقت ص ۳۵ تصنیف مرزا البشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیاں

رشتہ کے متعلق

۱ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

برکات خلافت ص ۷۵، تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۲۔ ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ مگر آپ نے اسے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ مگر غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی میں نے اسے جماعت سے الگ کر دیا

بحوالہ انوارِ خلافت ص ۹۳، ۹۴ تصنیف مرزا البشیر الدین محمود احمد

۳۔ یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے۔ کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح۔ غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲۰ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء

جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم جانتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے۔ جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء " "

۴۔ " پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً

حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔"

ملائکۃ اللہ صـ۴۶ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

نماز کے متعلق

۱۔ صبر کرو۔ اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے

بحوالہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء اخبار الحکم ارشاد جناب مرزا صاحب۔ ملفوظات جلد ۲ صـ۳۲۱

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا۔ کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔

انوار خلافت صـ۸۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۳۔ ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ

ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں

بحوالہ انوار خلافت ص۹۰ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

بحوالہ ملفوظات احمدیہ جلد چہارم ص

جنازہ کے متعلق

۱۔ سوال ۔ کیا کسی کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو۔ یہ کہنا جائز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے ۔ ۔ ۔

جواب ۔ غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے ۔ اور کفار کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں ۔ بحوالہ اخبار الفضل جلد ۸ نمبر ۵۹ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۱ء

۲۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا۔ تو وہ ابتداء زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جبکہ تبلیغ پورے طور پر پہنچ چکی تھی۔ تو بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی ۔ اگر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

منکرین کے جنازہ کی اجازت دی۔ تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا۔ تو وہ اس کی اجتہادی غلطی ہے۔ جس کو حضرت خلیفۃ اول حکیم نورالدین صاحب نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ ہر گز جائز نہیں۔

بحوالہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ راپریل ۱۹۱۵ء

آپ کا (یعنی مرزا غلام احمد صاحب کا) ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے تھے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا۔ اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا۔ کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا۔ کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی۔ کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا۔ تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔

بحوالہ انوارِ خلافت صفحہ ۹۱ تصنیف مرزا البشیر الدین محمود احمد

۴۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیاں میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی متوفیہ کو اپنے بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھی اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول

اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم کو اس وقت تجھ سے غیور کی ضرورت ہے زندہ باش۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲۔ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء

۵۔ جناب چودہری محمد ظفر اللہ خانصاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔

ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ۔

الناشر مہتمم نشرواشاعت نظارت دعوت وتبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ

(نوٹ) جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے دوران ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ جس میں بڑے فخر کے ساتھ یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ قائد اعظم نے سر ظفر اللہ خاں کو عزیز بیٹے کے نام سے نوازا تھا۔ مگر اسی بیٹے نے نہ ہی مرحوم کو مسلمان جانا اور نہ ہی نماز جنازہ میں شرکت کی (از مرتب)

۶۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور نہ رسول خدا نے۔

الفضل ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۲ء

۷۔ ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے۔

جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات تب ہے کہ جو مذہب ماں باپ کا ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اسکا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ انوار خلافت ص۹۳ تصنیف مرزا بشیرالدین محمود احمد

۹ اگر یہ کہا جاوے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی۔ کوئی مرا ہو۔ اور اس کے مرچکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے۔ تو جنازے کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں۔ اس لئے ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء

مکمل مقاطعہ

حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی۔ دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی

اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو جواب ہے کہ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے

بحوالہ کلمۃ الفصل صـ۲۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد بی' اے

(از مرتب) صاحب زادہ بشیر احمد بی' اے نے غیر مرزائیوں کے ثبوت کفر پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام الکلمۃ الفصل ہے۔ یہ رسالہ ۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ کے وہ بیانات جو اس موضوع پر وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں اگر سب کو یکجا جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے بطور نمونہ چند عبارتیں نقل کر دی ہیں۔ اب آخر میں جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن کی ایک عبارت نقل کر کے علامہ اقبال مرحوم کے شعر پر اپنے اس پمفلٹ کو ختم کرتا ہوں

"جماعت اسلامی سے آپ لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ وہ آپ کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینا چاہتی ہے۔ لیکن آپ لوگ کبھی ٹھنڈے دل سے یہ نہیں سوچتے۔ کہ یہ آپ کے اپنے ہی مذہبی عقیدے کا لازمی نتیجہ ہے۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی کی نبوت کے قائل ہیں اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جو اس کی نبوت پر ایمان نہ لائے۔ یہ نئی نبوت ایک ایسی دیوار ہے جس نے آپ کو تمام دنیا کے مسلمانوں سے الگ کر دیا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کو کاذب اور اس پر ایمان لانے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ دیوار آپ کے عقیدے

کی بناپر بھی اور مسلمانانِ عالم کے عقیدے کی بناء پر بھی ایسی ناقابل عبور ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں آپ اور ہم ایک امت میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ نبوت کے دعوے سے یہ نتیجہ آپ سے آپ نکلتا ہے کہ جو اس کو مانے۔ وہ ایک امت ہو۔ اور جو اس کو نہ مانے وہ دوسری امت۔ اس چیز کا دعوٰی لے کر جب ایک شخص اٹھ چکا ہے تو لامحالہ اسے سچا سمجھنے والوں کے نزدیک وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں۔ جو اسے جھوٹا سمجھیں۔ اور اسی طرح اسے جھوٹا سمجھنے والوں کے نزدیک بھی وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں جو اسے سچا سمجھیں۔ اب جبکہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے۔ تو آخر آپ لوگ اسے تسلیم کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ آپ کو سیدھی طرح یہ مان لینا چاہئے۔ کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکرین آپ کے عقیدے کی روسے غیر مسلم اکثریت ہیں اور اس پر ایمان لانے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے عقیدے کی روسے غیر مسلم اقلیت"

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مؤمن پارینہ ہے کافر — اقبالؔ مرحوم

ترجمان القرآن جلد ۴۷ عدد ۶ صـ۳۲۵ اشارات

حافظ عبدالرحمٰن

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ کی رائے

ایک نادر کتاب

جس کے مطالعہ سے مرزاجی کی ذہنیت اور خانہ ساز نبوت کا مکمل پتہ چلتا ہے موٴلف نے یہ کتاب "آسمانی دُلہن" کے نام سے تالیف کی ہے جو اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے ۔شاید آج تک آپ کی نظر سے ایسی کتاب نہ گزری ہو۔اس کتاب میں مرزاجی کے کاشانۂ نبوت میں عشق کا ایک رُومانی منظر نظر آتا ہے ۔پنجابی نبوت کے ساتھ مجازی عشق کا پیوند ملاحظہ فرمائیں ؛ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے جو لذت اور سرور آپ کو حاصل ہوگا۔شاید وہ لُطف کسی اور کتاب کے پڑھنے سے نہ حاصل ہوا نہ ہوگا۔عجب یہ ہے کہ یہ ساری داستان اور کہانی مرزاجی کی اپنی زبان ہے ۔

زبان جل جائے گر مَیں نے کہا ہو کچھ سرِ محشر
تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

منظور احمد عفا عنہٗ

ناظم ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد و پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ ضلع جھنگ

مرزائیت پر موٴلف کی دیگر تالیفات جو صرف لائقِ مطالعہ ہی نہیں بلکہ جن کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے ۔ (۱) چھوٹا منہ بڑی بات حصہ اوّل، دوم (۲) انمول موتی (۳) دردمند خاتون (۴) راہِ صواب (۵) انجام مرزا (۶) ختم نبوت (۷) حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام (۸) ادھوری باتیں (۹) تکفیرِ مُسلم (۱۰) توہینِ حسین،